



ہدایۃ المستبصرین فی

رشدِ شہادۃ المقصرین

بقلم تحقیق رقم

فاتح المقصرین حضرت مبلغ اعظم قدس سرہ

مترجم

مولانا ضیاء حسین ضیاء خاں خلیفۃ المسیح حضرت مبلغ اعظم قدس سرہ



مکتبہ درس آل محمد سرگودھا و فیصل آباد پاکستان
فونڈ ۲۶۵۴۱

فادی

انتساب



ہیں اپنے اسے سچے ناچیز کو اپنے پدرِ روحانی عالمِ ربانی
 المرجع المعظم آیتہ اللہ العظمیٰ میرزا حسن الخائری الاحقاقی مدظلہ
 العالی کے نام معنون کرتا ہوں جو نے کہ یہ ہم تو جہات و عنایات میرے
 مستقبل کے ہیں یہ —————

ناچیز
 ضیاء حسین ضیاء

اللہ اعلم

موقع الاوحد
 Awhad.com



المرجع الديني حضرت آية الله العظمى
سماعة العلامة الحاج ميرزا حسن الحائري الاحقافى ادام الله ظله العالى



فاتح المقصّرین حضرت مہدیؑ عظیم اعلیٰ الشہ مقامہ



مولانا ضیاء حسین ضیاء خلف الرشید حضرت مبلغ اعظم قدس سرہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَمَنْ يَسْتَجِبْ رِسَالَتَهُ
 وَالْأَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَ الْأَمْنِ إِذْ لَا يَخْشَى أَحَدًا حِينَ
 تَمُنُّ فَلَهُمْ مَا أَقَالَ رَبُّكُمْ وَقُلُوبُهُمْ مُخَمَّرَةٌ وَهُمْ فِي الْعِلْمِ أُولَوْنَ
 (پ ۲۲ - سورۃ سبأ)

هَدْيَةُ الْمُسْتَبِيرِينَ فِي

رَحَائِشِ الْمَقْصُرِينَ

بقلم محقق رقم
 فاتح المقصرين حضرت مبلغ اعظم اعلیٰ اللہ مقامہ
 مولانا ضیاء حسین ضیاء خلف الشید حضرت مبلغ اعظم (مرحوم)
 متنہم

فَاشْرَ

مکتبہ درس آل محمد سرگودھا روڈ
 فیصل آباد (پاکستان)
 فون: ۲۶۵۲۱

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	ہدیت المستبصرین
مصنف	وکیل آل محمد حضرت مبلغ اعظم قدس سرہ
مترجم	مولانا ضیاء حسین ضیاء خلف الصدق مبلغ اعظم مرحوم
بار	اول
تعداد	ایک ہزار
تاریخ	۳۰ اپریل ۱۹۸۰ء
کتابت	شریف قادری (قادری گرائڈ ٹنٹھیل آباد)
مطبع	اسٹوڈنٹس پریس فیصل آباد
قیمت	دس روپے

===== ناشر =====

درس آل محمد سرگودھا روڈ فیصل آباد

ٹیلیفون نمبر: ۲۶۵۴۱

قَوْلٌ مُدْرِكٌ

جب میں قبیلہ گاہ معظم شیعہ شیعیت رئیس المناظرین حضرت مبلغ اعظم
مولانا محمد اسماعیل اعلیٰ الدہ مقامہ کی تیس سالہ تبلیغی زندگی پر نظر دوڑاتا
ہوں تو مجھے ان کی عظیم زندگی میں ادوار میں منقسم نظر آتی ہے۔ پہلا دور وہ ہے
جس میں متحرکین خلافت و امامت ائمہ طاہرین و معصومین کے ساتھ مصروف جہاد
رہے۔ یہ وہ پُر آشوب اور ہنگامہ خیز دور تھا جب مخالفین مذہب شیعہ یا بھی
ساز یا زار اور گٹھ جوڑ کر کے مذہب حق کے خلاف طوفان صورت اٹھ کھڑے
ہوئے تھے۔ ان کا تمام تنظیمی بورڈ شیعوں کے خلاف محاذ آراء تھا مگر مرحوم
مبلغ اعظم کی مناظرانہ کاوشوں، مبلغانہ سرگرمیوں اور عالمانہ وجاہت نے مخالفین
کو وہ دندان شکن جواب دیا کہ ان کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ اور کتاب و
سنت و حکمت اور ائمہ عقلیہ و نقلیہ سے انہوں نے آل محمد کی صداقت،
امامت، حقانیت اور خلافت بلا فصل کو اس انداز سے پیش کیا کہ ہزاروں لاکھوں
کی تعداد میں مخلوق خدا حلقہ بگوش مذہب اہلبیت ہو گئی اور کام کام حسینیت کے
علم بلند ہو گئے۔

حضرت مبلغ اعظم قدس سرہ کا دوسرا عظیم دور منکرین ختم نبوت سے
نبرد آزمائی تھی۔ مرزا بیت کے انسداد میں مرحوم کی خدمات کو ہمیشہ
خراج تحسین پیش کیا جاتا رہا۔ دیگر مذاہب اسلام کے شانہ بشانہ آپ نے
شیعہ قوم کی نمائندگی کی اور بہر انداز اپنی علمی، ادبی، تبلیغی، تقریری اور
تحریری خدمات کو پیش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مرزائیوں کا سبلی دشمن پر
مناظرہ کا چیلنج بھی مبلغ اعظم مرحوم نے ہی قبول کیا تھا اور یہ آپ کی علمی وجہ
محنت شاقہ اور مساعی جمیلہ کا ثمرہ تھا کہ سالہا سال کی جہد و سہم رنگ لائی
محنت بار آور ہوئی اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تاناہ بخشد خدا تے بخشنده

اور جناب مبلغ اعظم کی تاریخ ساز تبلیغی زندگی کا تیسرا بنیادی دور وہ ہے
جس میں وہا بیت نواز شیعہ تمام مقصر ملاؤں نے قوم شیعہ اور نئی پود کو مذہب
حق کے عقائد صحیحہ سے گمراہ کرنے کا مذموم پروگرام بنایا، وہا بیت کے
عقائد کو مذہب شیعہ میں داخل کرنے کی سعی غیر مشکور کی اور محمد بن عبد الوہاب
مجدی کے پیچھے خالصی کے نظریات کی ترویج کی کوشش کی۔ فضائل
آل محمد کی تقیص کی۔ آل محمد کے حق میں تقصیر کی۔ مگر حضرت مبلغ اعظم
ان مقصر علماء کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے۔ مرحوم نے مذہب شیعہ
کے عقائد صحیحہ کے تحت میں جو کہ ظاہر اور باطن دونوں پر مبنی ہیں، کوئی دقیقہ
فروغ نہ کیا۔ آپ نے جس خواہ مقصر ملاؤں کے خرقہ ساوس کو چاک

حلقہ مقصرین کے رُوحِ رواں مولوی محمد حسین ڈھکونے کتاب
 "اصول الشریعہ" لکھ کر مذہبِ حقّہ کے عقائد کو خراب کرنے کی جس طرح
 کوشش کی اور جناب شیخ الامامِ قدس سرہ پر جس طرح ناروا اعتراضات کئے
 وہ ایک قبیح اور شنیع حرکت شمار کی گئی۔ پوری قوم پر اس کا ردّ عمل ہوا۔
 عوام ایسے علماءِ ظاہرین سے متنفر ہو گئی۔ علماءِ کرام نے اس
 کتابِ ناصواب کی ردّ میں کتابیں تحریر فرمائیں۔۔۔۔۔ درسِ آلِ محمد بھی
 اپنی شاندار روایات کے مطابق مذہبِ حقّہ کے دفاع میں مصروف رہا
 اور بفضلِ تعالیٰ اب تک ہے۔ سینکڑوں اشتہارات، پمفلٹ، رسائل
 اور کتب شائع ہوتی رہیں۔۔۔۔۔ اور جناب مبلغِ اعظم ان مقصرین کو
 دندانِ شکن جواب دیتے رہے اور حلقہ مقصرین مناظروں سے فرار اور
 اعراض کر کے خوار ہوتا رہا حتیٰ کہ مناظرہ احمد پور سیال کے فرار سے مقصرین
 پر قہرِ ثبت ہو گئی۔۔۔۔۔ پوری قوم میں رسوائی ہوتی مگر پھر بھی عوام کو
 دھوکہ دے دیتے رہے، بے پرکی اُڑاتے رہے اور بلطائفِ اخیل
 سادہ لوح عوام کو دھوکہ دے رہی سے باز نہ آتے اور تفریقِ بین المؤمنین کا
 بیج بوئے رہے۔۔۔۔۔

مولوی محمد حسین ڈھکونے کتاب اصول الشریعہ کے دسویں باب میں جناب شیخ الاوحد شیخ احمد احسانی اعلی اللہ مقامہ کی ذات پر جو بے محل لغو

اعتراضات و ایرادات اٹھائے اور بہتانات ان کی ذات پر باندھے
اگرچہ حقائق کے ساتھ ان کا کچھ تعلق نہ تھا مگر خالصی کے ساتھ موصوف
کی ارادت کھل کر سامنے آگئی۔

مبلیغ اعظم نے اپنی حیات کے آخری ایام میں فارسی زبان میں چند
مضامین ہنگامی انداز میں "اصول الشریعہ" کے جواب میں لکھے جو ان کی
رحلت سے چند روز قبل رسالہ "ہدیۃ المستبصرین فی ردّ
شبہات المقصّین" کے عنوان سے مجتمع ہو کر چھپ گئے۔ ان
کی افادیت جامعیت کے پیش نظر میں نے ضروری خیال کیا کہ اردو خواں
حضرات اس کتاب کے مطالب و مضامین سے تشنہ اور محروم نہ رہ
جائیں۔ اس لئے میں نے "ہدیۃ المستبصرین فی ردّ شبہات
المقصّین" کا اردو ترجمہ کرنے کی جوسعی کی اس کا نتیجہ آپ حضرات کے
سامنے ہے۔ یہ رسالہ نہ صرف "اصول الشریعہ" کے کچھ ابواب
کا مسکت جواب ہے بلکہ اس سے مرحوم مبلیغ اعظم کے عقائد و نظریات
کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اور جناب شیخ الاوحد قدس سرہ کے
بارے میں حضرت مبلیغ اعظم کا جو عقیدہ اور نظریہ تھا بجلتے اس کے
کہ میں اس پر کچھ تبصرہ کروں میں چاہتا ہوں کہ خود مبلیغ اعظم علی اللہ مقامہ
کے اپنے بیان کو شائع کروں جس کے ایک ایک جملے سے مرحوم کے نظریات و عقائد
کی صداقت مترشح ہے۔

دلیل میں ان کے وضاحتی بیان کے کچھ اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں:-

مبلغ اعظم کا وضاحتی بیان

”حضرات مومنین!“ آج کل میرے نام سے بہت کچھ شائع ہو رہا ہے
 لہذا میں اپنا وضاحتی بیان شائع کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ بعض دوست اور
 دشمن میری طرف ایسے بیانات منسوب کر رہے ہیں جو درحقیقت میرے بیانات
 نہیں ہوتے۔

میرا وضاحتی بیان یہ ہے کہ میں ڈھکوبارٹی مولوی محمد حسین صاحب،
 مولوی گلاب شاہ خمس خوارطانی اور مولوی اختر عباس صاحب بلوچ آف
 کوٹ اڈو کو بالکل مقصراً اور وہابی پارٹی کا حامی سمجھتا ہوں اور یہ سب
 دنیا دار خمس خوارطام دار ہیں۔ ان کا مذہب شیعہ کی روحانیت اور حقیقت
 میں کچھ نہیں۔ یہ لوگ وہابیوں کے ہمنوا مقصراً ہیں اور دشمن اہلبیت ہیں، اور
 جناب شیخ احمد احسانی علی اللہ مقامہ کو ایک شیعہ عالم رہنما اور عارف سمجھتا
 ہوں، مخلص سمجھتا ہوں، مومن اور موالی سمجھتا ہوں۔ حقیقت، روحانیت
 حکمت اور شریعت طاہرہ کا مجموعہ سمجھتا ہوں۔ انہوں نے جو فضائل آل محمد ﷺ
 ہیں ماننا ہوں۔

ان کی تحقیق اور ترویج کو وہابیت کا قلع قمع کرنے کے لئے ضروری سمجھتا
 ہوں۔ کیونکہ ان کے کلام کے سوا اب ہمارے ملک میں عزاداری کا باقی رہنا
 مشکل ہے۔ میں شیعہ ہوں، اصول میں اپنی تحقیق اور قرض کے

اعتقاد میں مجتہدوں کی تقلید ضروری سمجھتا ہوں۔

اصول و فروع شیعہ پر ایمان رکھتا ہوں۔ شیعہ میں کسی دوسرے بزرگ کی نسبت سے تفریق غلط سمجھتا ہوں۔“

رد مقصرین کے ایک پمفلٹ کے سرورق پر جناب مبلغ اعظم اپنا عقیدہ یوں بیان فرماتے ہیں:-

”حضرات! میں شیعہ اثنا عشری جعفری ہوں۔ نہ شیخی ہوں نہ خالصی نہ غالی نہ وہابی۔ ملاں خالصی کی پارٹی کو اس لئے برا سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اہل بیت کے فضائل میں تقصیر کی اور جناب شیخ احمد مرحوم کا نام اس لئے ادب سے لکھتا ہوں کہ انہوں نے اہل بیت کی فضیلت میں کتابیں علمی استدلالی لکھی ہیں نہ میں ان کو امام سمجھتا ہوں نہ معصوم۔ کیونکہ سوائے چودہ بارہ کے کوئی شیخ یا غیر شیخ معصوم نہیں۔ خلاف قرآن و حدیث معصوم ہر شیخ اور عالم کا قول رد ہو سکتا ہے۔“

الغرض! آئندہ اوراق میں جناب مبلغ اعظم مرحوم کے عقائد و نظریات کی تفصیل نظر آجائے گی۔ مقصرین کے عقائد فاسدہ کی تردید میں مذہب شیعہ کے عقائد کی روحانیت نظر آجائے گی۔ ————— صد شکر

ہے، اس خدائے عظیم و برتر کا جس نے مجھے اس رسالہ کے ترجمہ کی توفیق فرمائی۔ ————— انشاء اللہ آئندہ بھی اس بارے میں مبلغ اعظم کی نگارشات کا ترجمہ کر کے پیش کیا جاتا رہے گا، اور ادارہ ”دوس آل محمد“ جس کے بانی خود مبلغ اعظم مرحوم ہیں۔ اسی طرح مذہب حقہ کی خدمت بجالاتا رہے گا

اور مبلغ اعظم کے مشن کو بانیہ تک پہنچایا جائیگا۔ تاکہ وہ بیت پُت نہ سکے
 اور آلِ محمد کے فضائل کی تنقیص و تقصیر نہ ہو سکے۔ شریعت ظاہر میں روحانیت کا
 انقلاب ناگزیر ہے۔ اور ترجمہ کے اس سفر کی روئیدار ہیں اگر میں فخر المبلغین
 جناب مولانا آغا عبدالحسن مبین سرحدی وائس پرنسپل درس آلِ محمد کا شکریہ ادا
 نہ کروں تو زیادتی ہوگی کیونکہ قول مشہور ہے لم یَشْكُرِ النَّاسُ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهُ
 (یعنی جو بندوں کا شکر گزار نہیں وہ خدا کا شکر گزار نہیں) میں موصوف کا بھید
 ممنون ہوں جنہوں نے نہ صرف مجھے ذریعہ مشوروں سے نوازا بلکہ قلمی و علمی
 معاونت بھی فرمائی۔ اسی طرح میں اپنے دیرینہ رفیق میاں غلام رسول
 کا متشکر ہوں جنہوں نے اس کتاب کے ترجمہ کی ترتیب و تدوین اور اشاعت
 کے مراحل میں مجھ سے تعاون فرمایا۔ اور آخر میں رُوگرد گارین دست
 بدعا ہوں کہ خداوند بر لائزال مجھے توفیق بخشے اور میں خدمت مذہب اہل بیت
 بجالاتا رہوں۔

خاکبائے اہلبیت

(مولانا ضیاء حسین ضیاء)
 (خلف الرشید حضرت مبلغ اعظم قدس سرہ)

۲۱ اپریل ۱۹۸۰ء

درس آلِ محمد فیصل آباد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت برقع اعظم اسم مقامہ

سہا بہا باید کہ تا یک کُود کے از لطف طبع
عاقل کامل شود یا فاضل صاحب شُغن

نام:- محمد اسماعیل بن سلطان علی بن محمد الف بن محمد داؤد

ولادت:- ۱۹۰۱ء وفات:- ۱۲ جون ۱۹۷۶ء

مولد:- سلطان پور توہمیاں نزد فرید پسراریاست کپور تھلہ ضلع جالندھر
مدفن:- کربلا سائیں دھپ شاہ عقب جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد

ابتدائی دینی تعلیم گھر میں والد سے حاصل کی جو الحدیث کے جید عالم تھے۔
سکول کی ابتدائی تعلیم کے بعد آپ مبادیات پڑھنے کیلئے حکیم محمد حسن صاحب میٹم پوری
جو بڑے طبیب اور فارسی کے قادر الکلام شاعر اور استاد تھے کے ہاں میٹم پور چلے
گئے۔ پھر رائے پور میں یگانہ روزگار مولانا مفتی قصیر اللہ صاحب استفادہ فرمایا۔
پندرہ سال کی عمر میں آپ نے خیر المارسل جالندھری داخلہ لیا۔ جہاں آپ کو
مولانا خیر محمد صاحب اور مولانا محمد علی صاحب جالندھری جیسے نامور استاد ملے
وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر دیوبند گئے، شیخ الحدیث مولانا الثور شاہ صاحب
کاشمیری اور شیخ الادب جناب مولانا اعجاز علی صاحب جیسے نابھہ روزگار

بزرگوں سے کسب فیض کیا۔

شبیر احمد صاحب

پھر آپ نے ڈابیل کی طرف رخ کیا جہاں شیخ القرآن مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کا درس ہوا کرتا تھا۔ وہاں سے مراجعت پر آپ پنجاب کے مختلف مقامات میں مساجد کے خطیب رہے ساتھ درس بھی پڑھاتے رہے۔

دیوبند سے فراغت پر کئی مولویوں سے بحث و تحقیق اور پیچہ آزمائی ہوئی۔

خاتق کی دینی ہوئی پر تحس اور غیر متعصب نگاہ کے بغیر آپ نے بلا امتیاز نہ مکتب فکر کا بغور مطالعہ کیا۔ سید افراسخون عزا دار کی ہمسائیگی نے بچپن میں آپ کو شیعوں کی کم و کیف سے آشنا کیا تھا۔ بچپن کی نسبت اب شک میں پختگی تھی۔ لہذا شیعہ علماء سے بھی تبادلوہ خیال کیا۔ اچانک فکر عرشِ پیمائے دنیا سے تحقیق میں انگریزوں کی دورانِ سیرج خلافتِ علی اور حقِ تہوٹ کے حقائق نے آپ پر لازوال اثر چھوڑا۔

مذکورۃ الصدر دو عنوانوں کے پس منظر نے آپ سے اپیل کی جس سے آپ کے نقطہ نگاہ میں تناؤ کی بجائے جھکاؤ اور مذہبِ آلِ محمد کی طرف مسلمان شروع ہوا

آپ الجھنے کی بجائے سلجھ گئے تھے۔ حقائق کے ہجوم نے آپ کے نظریات میں

انقلاب برپا کیا اور یہی نظریاتی انقلاب اکبری مسجدِ نبویہ ٹیک سنگھ کی خطابت سے

آپ کو سبکدوش کر گیا جس کے ردِ عمل میں تحس کا مادہ بڑھا۔ کتب خانوں میں

کر وڑا الفاظ و معانی اور حقائق و وقائق کے سمندروں میں آپ کی نگاہ حق پسند

نے غواصی کی قسمت نے یاوری کی علم نے ساتھ دیا فکر نے ہاتھ دیا، بالآخر

مودتِ آلِ محمد کا بیش بہا اور حجتِ رسا موتی ہاتھ آیا دیکھا، پرکھا، پسند آیا

بمعصومیت کی بشارتیں اور زیارتیں ہوئیں مشاہدے اور مطالعے کے وفور اور

الشرح صدر کے نور سے آپ ایک غیر متزلزل اور راسخ العقیدہ شیعہ بنے۔
اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۴۵ سال کی تھی جب آپ نے اعلان شیعیت کر دیا جس سے
اپنے بیگانے ہوئے۔

شیعوں میں کوئی شناسا نہ تھا۔ بڑی آزمائش اور ابتلاء کے صبر آزما دن
تھے۔ اٹھارہ دن کے اندر اندر دو بیٹے محبوب عالم اور بدر عالم بیکی اور کسپرسی
کے عالم میں چل بسے۔ معاکچہ دن کے بعد تیسرے بیٹے مشتاق علی وفات پا گئے
مصائب و آلام میں اضافہ ہوا لیکن عزم میں فرق نہ آیا۔ ان حالات میں سید
علی افضل شاہ صاحب ایڈووکیٹ نے آپ کو سہارا اور سنبھالا دیا۔ مومنین
نے بھی ہاتھ بٹایا جس سے کچھ ڈھارس بندھ گئی علی طور پر سید خام علی شاہ صاحب
کے کتب خانہ سے بڑی مدد ملی۔ سید حمید علی شاہ آف قطب شاہاں کے نام آپ کے
اعلان شیعیت کا مفلٹ شائع ہوا۔ پھر وہاں سے آپ نے گوجرہ نقل مکانی کی۔

سیاسی طور پر آپ کا ذہن انگریزوں کے سخت خلاف تھا۔ انگریزی مقابلہ
میں غازی علم دین کی شہادت پر آپ نے ایک طویل نظم لکھی۔ کچھ عرصہ آپ کانگریس کے
ساتھ رہے۔ مسلم لیگ میں قائد اعظم کی آمد پر آپ نے مذہب و ملت کے پیش نظر
اپنی تمام تر ہمدردیاں مسلم لیگ کے ساتھ وابستہ کر دیں اور آپ نے بڑھ چڑھ کر
مسلم لیگ کی سپورٹ شروع کر دی۔ آپ کی ناقابل فراموش اور یادگار تقریر نے
متہلکہ مچا دیا۔ اکثر آپ کو تحریک پاکستان کے دوروں میں رکھا گیا۔

تقسیم ہند کے بعد آپ نے اپنی توہمہ سیاسیات اور دیگر مشاغل سے
یکسر ہٹالی۔ مبلغین کی پیداوار بڑھانے کیلئے آپ نے شیعہ دارالتبلیغ کی بنیاد رکھی

چونکہ آپ کا ذہن مناظرانہ تھا اس لئے ہم تن مناظرانہ تیاریوں میں مصروف ہو گئے اس گل و بلبل کے دور میں مناظرہ کو آتش فشاں اور پانی پت کی جنگوں سے بھی زیادہ خطرناک سمجھا جاتا تھا۔ آپ نے اس فن کو اپنایا تبھایا اس میں نئے رنگ بھرے۔ سنجیدگی، علم و فن اور جدل احسن کی مٹھاس سے اس کی تلخی کو شیرینی سے بدل دیا۔ رفتہ رفتہ یہ فن مقبول عام ہوا۔ ان دنوں پہلا مناظرہ ضلع دادوی مولانا عبدالعزیز صاحب ملتان سے ہوا۔ مناظرہ سن کر ثالث مناظرہ حاجی پیر خاں، لغاری سندھی و ڈیرہ امجد خان شیعہ ہو گیا اور معیار حق کا رسالہ سندھی میں شائع کیا۔

بعد میں سینکڑوں کامیاب مناظرے کئے جس سے ہزار ہا بندگان خدا حلقہ بخش محمد و آل محمدؐ ہوئے جس کی تفصیل مطبوعہ رسائل میں مرقوم ہے ایک علمی جریدے کی کمی محسوس کرنے کی بناء پر آپ نے ۱۹۵۶ء میں پندرہ روزہ صداقت کا اجراء کیا جو دیکھتے ہی دیکھتے تھوڑے عرصے میں صف اول کا علمی شاہکار اور ممتاز تبلیغی اخبار کہلایا۔ مانگ کی وجہ سے اسکی اشاعت آٹھ ہزار تک پہنچ گئی۔ ”صداقت“ مرحوم کے فائلوں نے مومنین کو ایک عالم و مناظرہ کا سا فائدہ پہنچایا۔ ۱۹۵۸ء کے بعد صدر ایوب کے دور میں بعض وجوہات کی بناء پر اس کی اشاعت رک گئی۔

۱۹۶۲ء میں مقرر مبلغ اور مناظر پیدا کرنے کیلئے درس آل محمد کا ادارہ تشکیل فرمایا جس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے۔ ونبائے خطابت میں پڑھائی کے ساتھ ساتھ صفحہ سطر تیلانے کے علاوہ نقد کتاب پیش کرنے

کی نئی جدت تراشی۔ کچھ دن بار لوگوں نے پھبتی اڑائی۔ لیکن اس انداز کی کچھ ایسی پذیرائی ہوئی کہ ان کی تاسی میں (اب) ہر کس کتاب میں اٹھانے لگا۔ اس سلسلے کے باقی و موجود آپ ہیں۔ اندرون و بیرون ملک آپ کی مقبولیت یکساں تھی مجتہدین آپ کے مخصوص انداز سے نہایت متاثر ہوئے۔ ان کے ریویو اور تعریفی کلمات سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔

آپ عربی، فارسی، اردو، پنجابی کے قادر الکلام شاعر تھے۔

لولا الشعر للعلماء یزری لکنت اشعر من لبید

کے تحت آپ کی زیادہ توجہ اس طرف نہ رہی۔ تاہم چاروں زبانوں میں آپ کا نمونہ کلام موجود ہے۔ آپ نے ہزار ہا حوالہ جات کو نہایت عرق ریزی سے ایسے تلاش کیا اور نکالا جیسے چٹان سے ہیرا، پھول سے عطر اور سیپی سے موتی نکالے جاتے ہیں۔ لسانی جہاد کے ساتھ ساتھ آپ قلمی دنیا میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ اخبار صداقت کے علمی مضامین معیار الصحابہ، تفسیر خلافت، تنزیہ الشیعہ، اثبات شیعہ، اثبات پنجتن پاک، براہین ماتم اور جواب الاستفسارات آپ کی بلند پایہ اور شہرہ آفاق تحریریں ہیں۔ گویا

ع کاغذ پر رکھ دیا ہے کلیمہ نکال کے

اتحاد بین المسلمین اور تحریک ختم نبوت میں بے پناہ خدمات کا سہرا آپ کے

سر ہے۔ آپ حد درجہ کے روادار اور اسلام کے وفادار سپاہی تھے۔

آپ منکسر المزاج، سادہ اور بلا کے متوکل آدمی تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے

میرا زندہ خدا پر ایمان ہے۔ ہم نے بچشم خود ان کے توکل کے عجیب منظر دیکھے ہیں

آپ کی مہمان نوازی اور سخاوت ضرب المثل کی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ کو زندگی بھر نام و نمود سے سچڑ رہی۔ قوم نے آپ کے تبلیغی کمپنیٹ پر بارہا منع و اعزاز کی پیشکش کی جس کو آپ نے یہ کہہ کر ٹال دیا۔

منت منہ کہ خدمتِ سلطان بھی کئی
منت از و دشمناس کہ بخدمتِ پاداشت

آپ کا شیعہ ہونا ایم جانِ قالب میں روح کا کام دے گیا۔ اُغیار کے پے در پے حملوں میں آپ کا اتنا کرامت سمجھا گیا۔ ہر کس گویا تھا کہ۔
مقدر مثلِ حُرّان کو کہاں سے کھینچ کر لایا
پھلا کس قوم میں اور پھل کس قوم نے کھایا

منقول کی نسبت آپ معقول کی زیادہ تلقین فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کراچی میں درس دیتے ہوئے مجھے فرمایا کہ معقولات کو زیادہ پڑھو کیونکہ منقول کا اثر صرف بھینال یا ایک مکتب فکر کے افراد تک محدود رہتا ہے۔ اس کے برعکس منقول بات بلا اعتبارِ مذہب و ملت و نیا کے ہر ذی عقل کو دعوت دیتی اور اپیلی کرتی ہے۔ زہرِ خشک کے شدت سے مخالف تھے۔ محمد و آلِ محمد کے فضائل ظاہر و باطن پر ایمان رکھتے تھے۔ ان کو صرف تشریع میں نہیں بلکہ عالمِ کونین میں بھی اولیٰ بالتصرف مانتے تھے۔ زندگی بھر حق علی و تبرّک کیلئے قرآن سر پر رکھ کر گواہیاں دیتے رہے اور مظلوم مسیحیوں سے عالم کو آشنا کرتے رہے۔ جہاں جو کھوں میں ڈال کر تبلیغِ حق کیلئے ہزار ہا دشوار گزار سفر کئے۔ اسی مبارک ذکر و فکر میں اپنی جاں جہاںِ آفریں کے سپرد کی۔ آپ کی موت نے قوم پر بکراؤڑ

اثر والا۔ انشاء اللہ اُن کے فن کو جلا بخشنے کے لئے اُن کے شاگرد سینگروں کی تعداد میں موجود ہیں جو مذہب کی بقا اور دفاع کا فریضہ سرانجام لے رہے ہیں۔

آپسے بے ریا کردار کے پتیلے، صحیح نصیب العین کے داعی، صداقت شعار کے پیکیہ، اخلاص کے نوئے، دیباہت ذاتی کے مالک، حق گوئی اور بیباکی کی مٹمنہ بولتی تصویر تھے۔ باخبر ذہن، موزوں اشارات، نکتہ آفرینی، مرکب آواز، صحیح تلفظ محل شناسی، فہم عامہ، اکثریت مطالعہ و مشاہدہ آپ کے مخصوص انداز کا خاصہ تھیں۔

آپسے فکر کے رازی، میدان کے غازی، مطالعہ کے دھنی، دل کے غنی پہاڑوں سے ٹکرا جانیوالے عزائم کے مالک، پرمکین و الشمند، تمثیلات کے رومی، تبلیغی تکنیک کے موجد، خودی کے اقبال، اسلوب سخن کے ابوالکلام، استدلال کے شہنشاہ، مشاہدہ عالم کے سکندر اور دعویٰ کیلئے خود ایک زندہ دلیل تھے۔

آپ کا لہجہ تلوار، اندازِ بیان شانہ زلف الہام آوازیں بجلی کی کڑک، تیر کا اثر، دریا کی روانی، آبشاروں کا ترنم، باد صبا کا سا گندر، شہد کی شیرینی اور گلوں کی نگینی پاٹی جاتی تھی۔ آپ کی اثر آفرینی علمی نشست منٹواریں مخاطب کو گرویدہ اور قائل کر دیتی تھی۔ اصول فنکار اور جہاں مرکب آپ کو ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ نظریاتی طور پر آپ ذرا بھڑکی کی کوتاہی برداشت نہیں کرتے تھے۔ اکثر علماء آپ کے

سید راہ بنتے، شکر رنجی کا موجب بنتے۔ لیکن آپ اپنے موقف سے کبھی نہیں ہٹے بلکہ ڈٹے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کی حکمت علمی و عملی اور نقطہ نظر کی نچستگی

سے وہ متاثر ہو کر چند دنوں میں مخالف کی بجائے مؤلف ہو جاتے تھے۔ آپ کی عبقری شخصیت اینوں اور بیگانوں میں ہر دلعزیز اور قابلِ رشک تھی۔ چونکہ

آپ کا دماغ عشق و مستی کا ادب خوردہ اور آپ کی طبیعت بیشکل پسند تھی۔ لہذا آپ
کسی منزل میں نہیں جھکے بلکہ فرمایا کرتے تھے :-
اے نہ من با شتم کہ روز جنگ بینی پشت من

اللہ نے بمصدق :-

دیتے ہیں بادہ طرف قدح خوار و بکھ کر
آپ کی طبع موزوں کے مطابق آپ کو ڈیوٹی سپرو کی تھی جس سے عہدہ برا ہونے
کیلئے آپ جلسے بال بصیرت اور بالغ نظر کی ضرورت تھی۔ اس جذبہ بیباک کی
بدولت آپ نے بڑے دل کانپ اور جوصلہ شکن معرکوں میں فراخ دلی سے شرکت
اور غنڈہ پیشانی سے طبع آزمائی کی۔ کامیابی نے آپ کے قدم چومے، کامرانی آپ کے
سر سہرا رہی۔ برصغیر میں تقریباً نصف صدی سے آپ تبلیغی دنیا پر بچھاتے رہے۔

غلامی آل محمد کا یہ رتبہ جس پر نازاں ہو کہ آپ فرماتے تھے :-

علی ابام من است و منم غلام علی

ہزار جان گرامی فدائے نام علی

آپ کو بڑی ریاضتوں اور مجاہدوں کے بعد ملا جس کیلئے مدتوں سے آپ کا
دل مضطرب، بیتاب اور ماہی بے آب کی طرح ٹوٹ رہا تھا۔ آخر اللہ نے
رہنمائی کی، راہ نظر آئی تھی کہ در مقصد مل گیا۔ مدینہ منجبت کے باب یعنی در بوتراب
پر مجتہد سائیں کی جس سے آپ کی عمر بھر کی بیقراری کو قرار آیا۔ مزید تجسس کے بجائے علمی
و فہمی اور روحانی صبر و سکون کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ اس وقت آپ

نے فی البدیہہ فرمایا :-

صَدِّ شُكْرِ الْحَمْدِ لِلَّهِ مِنْ حَبِيبِي هُوَ كَمَا

اضطرانی اور بے چینی سے میں جیتی ہو گیا

اس کے یحییٰ حسین جو عین اسوۂ رسولؐ ہے توحید الہی کا پاساں ہے اسلام کا

ترجما ہے کے پرچار میں آپ نے اپنی بیش بہا زندگی صرف کی۔

فی سبیل اللہ خرچ کرنے میں آپ انتہا پسند تھے۔ دورانِ اتفاق آپ فرمایا

کرتے تھے۔۔۔

گل کے لئے اگر آج نہ خست شراب میں

یہ سوئے ظن ہے ساقی کوثر کے باب میں

مشن محمد و آل محمدؑ کے لئے آپ نے بے دریغ پیسہ خرچ کیا اور پانی کی

طرح بہایا۔ اخبار چھپوائے، رسائل نکالے، مفت پمفلٹ تقسیم کئے، کتابیں

شائع کیں، اشتہار بانٹے۔ چھوٹی موٹی ان گنت مجالس کے علاوہ چودہ بڑے

سالانہ اجلاس منعقد کئے جس سے سرزمینِ فیصل آباد تبلیغی طور پر مالا مال ہو گئی۔ جب

اپنے ۱۹۶۶ء میں تیرھواں اجلاس کیا تو بعد میں چودھویں کا بھی اعلان کر دیا تو ہم

بے بصیرت تو نہ سمجھے لیکن مومن خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ چونکہ اگلے سال مولوی

صاحب قبلہ نے ہونا نہیں تھا۔ تیرہ پر آپ نے بس نہ کی بلکہ چودہ کو مان کر چودہ کی تبلیغ

کر کے اپنی زندگی میں چودہ اجلاس پورے کر کے ۱۴ جون کو ذکرِ حبیب پر وصلِ حبیب

کو ترجیح دیکر اپنے آقاؤں سے جا ملے اعلیٰ اللہ مقامہ
وہم والہ اللہ اشاہ

خاکِ قدس اور راہِ اغوشِ تمنا در گرفت

سوئے گردوں رفت زانراہ کہ بغیر گرفت

آپ کی رحلت پر اندرون و بیرون ملک اہل اسلام کے جمیع مکاتب فکر نے سوگ منایا، جلسے کئے، آپ کی خدمات کو سراہا، ریزیولیشن پاس کئے، پہنچات جیسے اور تعزیتی تاریں بھیجیں جس کا ریکارڈ ہمارے پاس موجود ہے عراق و ایران میں مجالس ترجمہ منقذہ ہوئیں۔ ان سب کی تفصیل تو کسی نمبر میں چھپ کے آسکتی ہے۔ سروسٹ ایک یگانہ روزگار شہید کے دکھ بھرے تعزیتی جملے پر قلم کو روکتا ہوں۔ وہ فرطے ہیں کہ بلا مبالغہ اسے تشبیہ نہ سمجھا جائے۔ ہمیں مبلغ اعظم کی وفات حسرت آیات سے ایسا نقصان اور دکھ پہنچا ہے جیسے جناب امیر کو اپنے جگہ جرنیل مالک اشتر کی موت سے پہنچا تھا۔

طبع رواں اور خیالات کے ہجوم و کارواں مبلغ اعظم کے سوانح حیات کے ترجمان ہر نیک سلسلے میں رکنے کا نام نہیں لیتے۔ لیکن کاغذ کی گرافی ہمیں حدیث قرطاس یاد دلا رہی ہے۔ تیر کا دو چار جملے یا درفتگاں کے طور پر پیش کئے گئے ورنہ بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں جسے روئے گا زمانہ برسوں۔

ہر گزہ نمیر و آنکہ دلش زہدہ شد عشق
بشت است بر جریۃ عالم دوام ما



منقول از کلمہ ولایت مصنفہ لانا آغا عبدالحسن مبین سرحدی

تلمیذ مبلغ اعظم اعلیٰ اللہ مقامہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ



مؤمنین احساء کیلئے ہدیہ تشکر و امتنان جو کہ صد آفرین اور صد مرحبا کے مستحق ہیں

مؤمنین کرام اگرچہ پینتیس سال سے شلیعہ ہوں اور بمقابلہ اخبار مذہب آل اطہار کی خدمت سجالات رہا ہوں۔ مگر میں محسوس کرتا رہا کہ علماء ظاہر اپنے زہد خشک اور دین متین کے حقائق معارف کی قلت کی وجہ سے احکام ظاہر پر زور دیتے ہیں۔ حکمت و معارف باطنیہ اور اخلاق حسنہ کو نظر انداز کرتے ہیں۔ آل محمد کے فضائل باطنیہ سے نہ صرف احتراز بلکہ اعراض کرتے ہیں اور عزاداری امام مظلوم کو مختلف جیلوں بہانوں سے ضعف میں ڈال رہے ہیں یہاں تک کہ فتنہ تقصیر کو ہوا دے رہے ہیں۔ فہم قاصر میں یہ بات نہیں آتی کہ آخر یہ سب کچھ کس لئے ہے؟ حالانکہ کتاب وسنت اور احادیث معصومین علیہم السلام سے حقائق و معارف کی ہر چیز ظاہر و باہر اور روشن تھی۔ لیکن یہ علماء ظاہر اس جہت پر ہم بے اعتنائی کرتے رہے۔ چنانچہ مدت مدید سے ایسے علماء مقصرین و ظاہرین و قشر بین سے مجھے ہمیشہ مناقشہ اور اختلاف رہا ہے کہ آخر یہ حقائق و حکمت کا انکار کیوں کرتے ہیں؟ اور آل محمد

کے فضائل باطنیہ کے بیان سے یہ لوگ چین بچیں کیوں ہو جاتے ہیں؟ کیونکہ
مردمومن کی نشانی تو یہی ہے کہ:-

اذ تليت عليهم آياتنا زادتهم ايمانا

یعنی بیان فضائل سے ایمان فزوں تر ہو جاتا ہے۔

آخر الامر حبيب میری نظر شیخ الاوحد شیخ احمد احسانی قدس سرہ کی کتب
اور خصوصاً شرح زیارت جامع پر پڑی تو:-

لله الحمد ہر آں چیز کہ خاطرے خواست

آخر آمد ز پس پروردہ تقدیر پدید

شیخ قدس سرہ کی یہ کتاب حقائق و معارف سے مملو تھی۔ اسی طرح شیخ کی

دوسری کتب پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ مذہب شیعہ تاثر یہ ہے جو ظاہر اور

باطن دونوں رکھتا ہے اور اس پر تفسیر آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم

دینکم و اتممت علیکم نعمتی صادق آتی ہے

کیونکہ اکمال دین اور اتمام نعمت اسی سلسلہ جلیلہ میں موجود ہے۔ جو کہ

شیخ الاوحد قدس سرہ سے متعلق ہے۔ اور کتب تالیف کے

مطالعہ سے قوم احساء کے حالات اور وہاں بیان نجد سے امیر احساء کا جہاد

علم میں آیا اور شیعان احساء کے خلاف وہابیوں کا فتویٰ کتاب کشف الانقیاب

وکشف النقاب مصنف مولانا علی نقی ہندی لکھنوی اور کتاب ہایمان

مطبوعہ ایران مصنف اصغر علی فقیرہی سے معلوم ہوا۔ اور وہابیوں کے ظلم و جور سے

شیخ الودع کی ہجرت بھی احاطہ علم میں آئی:-

شرح زیارت جامعہ جو کہ معارف کا ذخیرہ سمندر ہے اس میں جسکے جگہ
 وہابیوں اور مقصروں کی رؤ نظر آئی۔ پس معلوم ہوا کہ وہابیوں اور مقصروں کے
 مقابلہ میں آل محمد کے علوم ظاہری و باطنی کے زندہ رکھنے کا تاج شیخ الا و حد قدس
 سترہ کے سر پہ ہے۔ اور جناب شیخ کا جنم اور وطن زمین احساء اور قوم احساء ہے
 جو کہ ابھی تک عرب ممالک میں آل محمد کے علوم عالیہ اور عزاداری کے تحفظ میں
 اخلاقِ حسنہ کے ساتھ مشغول مصروف ہے۔ بالخصوص کویت میں میں نے ان کے
 عز خانے فردوسِ بریں کی مانند دیکھے ہیں، ان کی مجالس بھی سنی میں اور مکتبہ امام
 جعفر صادق علیہ السلام بھی کویت ہی میں ہیں اور یہ سب ان کی یادگار ہیں اور
 جملہ بلادِ اسلام میں ان لوگوں کی ہمت و توسط کی بدولت آل محمد کے فیوضاتِ باطنیہ
 پہنچ رہے ہیں۔ شکر اللہ سعیم و باریک اللہ فی اعمالہم
 و اموالہم۔

لہذا دلِ حزیں سے بے ساختہ جنڈا اور مرجھا کی آواز ابھر

ہے

رہی ہے۔

آفریں بر قوم احساء آفریں
 مومنین و عارفین و عاملین

السلام احتفاقیات احسائیاں
 مومنات مستبصرات مولائیاں

مخلصان و صادقان و عالمان
 عارفان و عاشقان و دوستان

دیده ام صدق و صفا در ذاتِ آل
 بیانِ دار و قولِ مرواں لے شہاں
 از فیوضاتِ شما محکم شدم
 گرچہ از تقصیرِ یاں غمگین بدم

گرچہ از سی سالِ شیعہ بُوَدہ ام
 نورِ ایماں از شما افزودہ ام
 خواندہ ام کُتُبِ شما را از صدق
 علم و عرفاں دیدہ ام در ہر ورق

شیخ احمد مظہرِ علم رسول
 در حقائق و در معارف و در اصول
 خواندہ ام شرح زیارت جامعہ
 ہست بحرِ معرفت و در واقعہ

خواندہ ام احقاقِ حق را بار بار
 رجتے بر شیخ موسیٰ صد ہزار
 معضلاتِ شیخ پر من حل شدہ
 از بیانش کشف ہر مشکل شدہ
 حُرّانِ علماء کبار پیہ رحمت کرے کہ ہر وہابی ان بزرگوں
 کے فتنے کو پہنچا دیا ہے۔ وگرنہ علماء کرام کو تو فراہمیِ خمس و زکوٰۃ ہی
 سے فرصت نہ تھی

هَدِيَّةُ تَشْكُرٍ وَامْتِنَانٍ بِحَضُورِ آقائے احقاقی مدظلہ العالی



میں اگرچہ پندرہ سال سے مقصرین کے مقابلہ میں کمر بستہ ہوں اور میرے رسائل و اشتہارات شائع ہو چکے ہیں اور مکتوب مفتوح اور عربی و فارسی نظمیں بھی اخبار صداقت کے اوراق میں شائع ہو چکی ہیں مگر یہ عالم انفاضل العارف الکامل مرتجع انام حجتہ الاسلام الحاج میرزا حسن الحائری الاحقاقی مجتہد العصر کی ہمت و برکت اور دُعا ہے کہ انہوں نے بمقابلہ مقصرین کتب علمیہ ارسال فرمائی ہیں۔

أولاً :- کویت سے "بजार الانوار" کا دورہ آیا کہ جس سے استفادہ کرتے ہوئے میں نے مقصرین کے مقابلہ میں حدیث اہل بیت کو پیش کیا۔ شرح زیارت جامعہ، صحیفۃ الابواب، احقاق الحق، دلیل المتحیرین اور حیات النفس اور اسی نوع کی دیگر کتب بھی کویت اور ایران سے آئیں کہ جن کی زیارت موجب طمانیت اور باعث تسکین ہوئی و گرنہ میں تو ان مقصرین کے ہاتھوں سخت نالال تھا کہ ان لوگوں نے باوجود میری دینی خدمات کے ہمیشہ میری مخالفت کی اور یہ مقصرین میری آواز کو مجتہدین کرام تک پہنچنے نہ دیتے تھے۔

مجتہدین کرام میں سے کوئی پاکستان تشریف لاتا تو درسِ آلِ محمد تک نہ پہنچتے تھے۔ لہذا میں تو ان کے اخلاق سے یکسر مایوس ہو چکا تھا۔ میں حیران تھا کہ باللہ

یہ کیا ظاہر داری ہے ؟ ان لوگوں کے پاس نہ اخلاق ہے نہ انصاف نہ عدالت شرعیہ اور نہ اعتقاد میں اعتدال، یہ لوگ تو فقط ظاہر داری کو ہی کافی سمجھتے ہیں۔

الحمد للہ ! جب سفرِ کویت میں آقائے احقاقی سے ملاقات ہوئی اور ان کی زیارت سے مشرف و فیضیاب ہوا تو موصوف کی ذات میں تبد محاسن و فوائد بلکہ فضائل و اخلاق نظر آئے۔ بعد ازاں ہر پیش آمدہ سوال میں نے ان کی خدمت میں لکھا اور جواب با صواب پایا۔ لہذا پاکستان میں شیعانِ حیدر کے گمراہ کو ایمان و عرفان پر محکم و ثابت قدم رکھنا اور فضائلِ باطنیہ کی علم و حکمت سے تبلیغ کو نامیری ڈیوٹی ہے۔ یہ سب اس مردِ کامل میرزا حسن الحائری الاحقاقی کا فیض ہے کہ پاکستان میں روز و شب فضائلِ آلِ محمدؐ کی ترویج و گنی ہو گئی ہے۔

ع۔ ایں کار از تو آید و مردانِ چنین کنند

قدس آلِ محمدؐ بھی جناب آقائے احقاقی مدظلہ العالی علی رؤس الاموی کی تجویز اور سرپرستی میں ہے۔ ان کے حسب ہدایت و ارشاد تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ ابھی اس بات کی اشد احتیاج ہے کہ پاکستان میں شیخ الاوحد قدس سرہ کے علوم عالیہ کا ابلاغ کیا جائے جو محبت و معرفت کا باعث اور علم و عرفان کا موجب ہیں۔

میں مقصرین کے تمام مناظروں میں حاضر ہوں کہ اتمامِ حجت کے فریضہ سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اگرچہ علماء مستبصرین تاحال حضرت شیخ الاوحد

فی الفروع یقلدون العلماء الاحیاء المتقین
المجتہدین العالمین ما تری فرقا بینہم و بین
سائر المجعریۃ فی مذہبہم و دینہم و عباداتہم
و تقلید ہم۔

ترجمہ :- لفظ شیخیہ سے کیا عیب نکالا جاتا ہے سوائے اس
کے کہ وہ حضرت شیخ الاوحد شیخ احمد احسانی اعلی اللہ مقامہ کو علماء
حقہ میں سے جانتے ہیں اور جناب شیخ الاوحد کے بارے میں کسی قسم کی
طعن و تشنیع اور قدح کو بلا دلیل و حجت پسند نہیں کرتے۔ ورنہ شیخیہ
اصول و فروع میں جناب شیخ اور سید امجد اعلی اللہ مقامہ کی تقلید نہیں
کرتے۔ کیونکہ اصول و دین میں تقلید جائز نہیں ہے اور شیخیہ فروع دین میں زندہ
علماء اور متقی مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں۔

پس فرمائیے! شیخیہ و جعفریہ کے مذہب، دین، عبادت
اور تقلید میں کیا فرق ہے۔۔۔۔۔

اور حقیقت حال وہی ہے جو مقالہ زاجرہ کا مؤلف رقم کرتا ہے

« والحال ان الشیخیہ ہم الامامیون حقا
والمشروعون صحیحاً صدقاً فلیستعد للجواب

۱ اهل هذه التعبيرات يوم الحساب بين يدي رب
الارباب وبين رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم - يوم

المشكره مولوی محمد اسحاق صاحب منار شیعہ
بانی مدرسہ آل محمد سیرگودھا راجستھان آباد

حشر الاکبر۔ (۲۹۶ مقالہ زاجرہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



الحمد لله الذي وضعنا عن الغاليين ورفعنا
عن المقصرين وجعلنا من شيعة امير المؤمنين
المخلصين المستبصرين ثم الصلواة والسلام
على سيدنا ومولانا محمد الذي كان نوره الاول
معولاً وعلّة للعالمين وخاتم النبيين واهل
بيته الذين كانوا بشراً نورانيين ولعنة الله
على اعدائهم الاولين والآخرين اما بعد فقد
قال الله تبارك وتعالى جاهدوا في الله حق
جهاد (پ - سورہ حج)۔

اس مختصر رسالہ کو میں مقصرین پنجاب کی رد میں لکھ رہا ہوں۔ رسالہ
تحفہ علمیہ کہ تا حال نامتام ہے وہ بھی ابھی اشاعت کے مراحل سے نہیں
گذرا۔ اس عجلت کی وجہ صرف یہ ہے کہ مقصرین پنجاب روز و شب
شیعان پنجاب بلکہ پاکستان کو گمراہ کرنے میں مشغول ہیں۔ لہذا ان دنوں
میں جملہ مشاغل اور مصروفیات کو چھوڑ کر ہمہ تن فتنہ تقصیر کے انسداد
میں مشغول ہوں۔ کیونکہ مقصرین انکار فضائل اور انخفاء فضائل میں
کوشاں ہیں۔ ہمارے ملک پاکستان میں اس فتنہ تقصیر کو روکنا ہونے
تقریباً پندرہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور ملال خالصی عراقی کے ایک

معتقدہ خاص مولوی محمد حسین المعروف ”دھکو“ نے ایک کتاب ناصواب
 ”اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ“ لکھ کر مومنین کے عقائد کو خراب کرنے کی
 کوشش کی اور فتنہ تقصیر کو ہوا دی ہے اور تفریق بین المومنین کا بیج بویا ہے
 اکثر علماء کرام نے اس کتاب ناصواب کے جواب اور رد میں متعدد کتابیں لکھی
 ہیں جو کہ قابلِ قدر اور لائق تحسین ہیں۔ شکر اللہ سبحانہ —

میں نے اس خالصی توازن مولوی سے دو قہت بار بالمشافہ مناظرہ بھی
 کیا اور آخر مناظرہ احمد پور سیال جو جامع الغریب میں منعقد ہوا، اور جس کی تاریخ
 اکابر شیعانِ پاکستان نے مقرر کی تھی اس سے فرار کر گیا، بدنام ہوا اور ابھی تک
 بدطائف الجیل سعیٰ ناما کر رہا ہے کہ اپنی اڑی ہوئی خاک کو بحال کر سکے،
 مگر کہاں ؟ — اور یہ مقصود مولوی اپنے اس فرار کی خفت
 دور کرنے کے لئے درویش بے فروغ سے بھی دریغ نہیں کرتا اور احکام الشریعہ
 کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ اگرچہ اس ملاں کی داستان طویل ہے لیکن میرے
 پاس فرصت بہت کم ہے۔ کیونکہ روز و شب مذہبِ حقہ کی ترویج و تبلیغ اور
 اور دہائیوں کی رد، مناظروں اور تبلیغی مجالسوں کی وجہ سے مجھے ہمیشہ سفر و پیش
 رہتے ہیں۔ اور ”السفر سقر و لو کان میلاً“ میرے پاس
 لحظہ بھر کی فرصت نہیں ہے۔ کاش مخلص شیعہ توجہ فرمائیں،
 اور امداد کریں۔ تاکہ میں ”درس الی محمد“ کو محکم و مضبوط بناؤں اور تقریر کی بجائے
 تحریر کے میدان میں آؤں اور اب تبلیغ کی جگہ تعلیم کا سلسلہ شروع کر دوں،
 کیونکہ شیعانِ پاکستان کو فتنہ تقصیر سے محفوظ رکھنا بہت ضروری ہو گیا

ہے۔ انشاء اللہ وہ مفصل رسالہ جو کہ مقصرین کی زد میں لکھا ہے، نابور
 طبع سے آراستہ ہو کر عنقریب منصفہ شہر درپیلوہ آفرور ہوگا۔ مؤننین کرام
 بھی اس رسالہ کے منتظر ہیں۔ فی الوقت کتاب اصول الشریعہ کے دسویں
 باب کا جواب دے رہا ہوں۔ کیونکہ اس مقصر مولوی کی کتاب کا خلاصہ و مقصور
 یہی دسواں باب ہے اور جناب شیخ الازہدی ذات پر زیادہ حمد بھی
 اسی باب میں ہے۔

چنانچہ وہ لکھتا ہے:-

”باب دہم در اثبات شیخی بودن اکثر عیان شیعہ در پنجاب“

یہ اس مقصر کی کتاب کے دسویں باب کا عنوان ہے۔ اس باب میں
 اس نے دعویٰ کیا ہے کہ جملہ شیعان پنجاب شیخی ہیں اور شیخیوں پر کفر کا فتویٰ
 عام کیا جا چکا ہے۔ لہذا نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ تمام شیعان پنجاب
 کافر ہیں۔

نحوذ باللہ من ہذا المہفوات واللغویات والتلیسیات

یہ ہے اس متراب کا قیاس کہ اکثر مؤننین پنجاب کو کافر
 بنا چھوڑا ہے۔

قولہ: ”ہم بفضلہ تعالیٰ سابقہ باب میں حقیقی علماء شیعہ سے اتہام
 و ہابیت کو بطریق احسن و اکمل زائل کر چکے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ اس
 آخری باب میں بطور انکشاف حقیقت ایک تلخ اور مستور حقیقت کے چہرہ
 سے نقاب کشائی کی رسم بھی ادا کرتے چلیں۔ ہم بانگِ دہل بلا خوفِ تردید

آج یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے ملک میں خصوصاً خطہ پنجاب کے مدعیان
 تشیع کی اکثریت بالعموم اور حقیقی علماء شیعہ کو وہابی کہنے والے دین فروش
 مذاہب کی کھپ باں خصوص جن عقائد و نظریات کو آج یہ مذہب شیعہ سمجھتی ہے
 وہ مذہب اہل بیت نہیں بلکہ مذہب شیخ احمد احسائی ہے۔ ان عقائد کے
 لوگ سابقہ زمانہ میں مفوضہ کہلاتے تھے اور اب عراق و ایران میں شیخیہ کے
 نام سے یاد کئے جاتے ہیں جن کے بارے میں اعلام شیعہ کی یہ رائے ہے
 الحمد للہون انفسهم فی الشیعۃ و یسوا منهم۔

فریب کاری اور دھوکہ سے انہوں نے اپنے تئیں شیعوں میں داخل کر
 رکھا ہے مگر فی الحقیقت وہ شیعہ نہیں بلکہ کئی ایک جید علماء شیعہ تو ان کی تکفیر
 بھی کرتے ہیں۔ ————— ملا حظہ ہو رسالہ الشیخیہ والبابیہ، طبع بغداد۔

(اصول الشریعہ ص ۲۲ باب دہم چاپ قدیم)

الجواب بالرد والصواب

یہ ہے اس ملاحقہ کی عبارت کہ اولاً تسلیم کیا ہے کہ ہمارے
 ملک کے شیعوں کی اکثریت بالعموم اور اکثر علماء و اعیان بالخصوص جو کہ اہل منبر
 ہیں وہ سب کے سب شیخی ہیں اور ان کا مذہب شیخ احمد احسائی اعلیٰ اللہ
 مقامہ کا مذہب ہے۔ اس کے بعد اس مولوی نے فتویٰ تکفیر کا ذکر کیا
 ہے یعنی اس مقصر نے اکثر شیعان ہند و پاک کو بالعموم اور شیعان پنجاب کو
 بالخصوص کافر بنا چھوڑا ہے۔ ————— اس کا صغریٰ و کبریٰ ہر دو

مندوش ہے۔ وہ غالی ہیں اور نہ کافر۔ مگر اس مقصّر بھی کی عنایت ہے کہ
شیعانِ پنجاب کو کافر بنا ڈالا ہے۔

اعاذنا اللہ من کفر و سوء فکر و نظریہ۔ بلکہ
پہ لکڑی خود دہائی اور خالصی ہے اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کی تائید کرتا
ہے، اور نجدیوں اور احسائیوں کے مابین بڑا پرلہ نامعمر ہے۔ چنانچہ
برائے تعارف جناب شیخ الاوحد قدس سرہ کی تاریخ اور ان کا مذہب یاد
کرنا ضروری ہے تاکہ اس مقصّر کا کفر کھل کر سامنے آجائے کہ یہ ایک
عالم بمحقق عارف کامل و اصل بالحق کے ساتھ کفر کی نسبت دے رہا ہے۔
لعن اللہ الکافرین والمنکرین۔

مولد و مدفن

حضرت شیخ احمد احسائی قدس سرہ

ولد قدس سرہ فی قریۃ المطیر فی الاحساء
۱۲۶۶ھ و قوفی فی ہدیۃ قرب المدینۃ المنورۃ ۱۲۴۱ھ
و دفن بالبقیع ولہ مؤلفات عدیدۃ تنوف علی
المائة مؤلف فی مختلف العلوم کلّھا مطبوعۃ
الاقلیل۔ (از حاشیہ حیاۃ النفس ص)

ترجمہ :- حضرت شیخ احمد قدس سرہ ۱۲۶۶ھ میں قریۃ احسا میں
تولد ہوئے اور مدینہ منورہ کے قرب میں ۱۲۴۱ھ میں انہوں نے وفات

پائی اور انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا اعلیٰ اللہ مقامہ وانا للہ
برہانہ۔ شیخ الاوحد کی تشو سے زائد تالیفات ہیں۔ جو سب کی
کی سب زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں اور تمام کتب شیخ الاوحد علوم عالیہ
حقائق و رموز غامضہ سے مملوہ ہیں۔

شیخ الاوحد قدس سرہ نے شیخانِ جدیدہ کے ارہیں حیات نو پیدا کر دی
ہے اور محبت و معرفت کے جام سے انہیں سرشار اور مخمور کر دی ہے۔
شیخ احمد احسائی اعلیٰ اللہ مقامہ کے فضل و فضائل میں کتاب ”اجازاتِ شیعہ
احمد بن زین الدین الاحسائی المتوفی ۱۲۴۱ھ“ دیکھئے اور سننے کے رائق
ہے جو کہ شیخ کے فضائل اور ان کی سندرات و اجازات کے بارے میں کسی
ہوئی ہے اور چھ اجازات پر مشتمل ہے :-

- اجازۃً اوّل۔ شیخ احمد مستانی۔
- اجازۃً دوم۔ میرزا محمد شہرستانی۔
- اجازۃً سوم۔ سید علی طباطبائی صاحب الریاض۔
- اجازۃً چہارم۔ سید مہدی طباطبائی بحر العلوم۔
- اجازۃً پنجم۔ شیخ جعفر نجفی صاحب کشف الغطاء۔
- اجازۃً ششم۔ شیخ حسین آل عصفور اعلیٰ اللہ مقامہم۔

ان سب علماء اعلام نے جناب شیخ الاجل قدس سرہ کی بہت زیادہ
تعریف اور ستائش کی ہے۔ اور ان کے بہت زیادہ فضائل بیان فرمائے
ہیں۔ ————— میں ان سندراتِ شریفہ کے اقتباسات کو رسالہ طلبہ

نقل کر چکا ہوں۔ چنانچہ چند کلمات تبرکاً نقل کئے جاتے ہیں۔

آغا سید علی طباطبائی صاحب الریاض اجازۃ شیخ میں فرماتے ہیں —
 ”الاخ الروحانی والنحل الصمد فی العالم
 العامل الفاضل الكامل ذی الفہم الصائب وذہن
 الثاقب التراء فی اعلی درجات الورع والتقوی
 والعلم والیقین مولانا شیخ احمد بن زین الدین
 احسانی دام ظلہ العالی۔“

(رسالہ اجازات الاحسانی ۲۳ مطبوعۃ الادب نجف اشرف)

سید الجلیل السید مہدی طباطبائی بحر العلوم اعلی اللہ مقامہ، جناب
 شیخ الادوحد کے حق میں فرماتے ہیں —

زبدۃ العارفین و مخبۃ العرفاء کاملین الاخ
 الاسد الامجد الشیخ احمد بن زین الدین احسانی
 زید فضلہ و مجدہ و علا فی طلب العالی جدہ۔
 (۲۹ اجازات الاحسانی)

اکثر علماء شیعہ نے جناب شیخ احمد احسانی مرحوم کے حق میں جو کچھ
 فرمایا ہے وہ ”وَلَا تَعْدَّ وَلَا تَخْصُی“ کے زمرے میں ہے اور تکفیر شیخ
 کے مومن میں جو کچھ نقل کیا گیا ہے ان کا اعتماد شہرت اور قیل و قال پر ہے
 بغیر یہاں بل مبناہ علی الافتراء والبهتان والا کاذیب
 کما قال سید الامجد فی دلیل المتحیرین (۲۲ مطبوعہ کویت)

نجف اشرف کے اکثر جلیل القدر علماء اعلام جناب شیخ الادب
قدس سرہ کی تکفیر و تشریک کو جائز نہیں مانتے۔ چنانچہ نجف اشرف
کے جلیل القدر مجتہد علامہ شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء مرعوم کو جن کی
جلالت و عظمت مخالفین میں بھی مسلم ہے۔ وہ اپنی مشہور زمانہ کتاب
”الایات والبیّنات“ مطبوعہ نجف اشرف میں فرماتے
ہیں۔

كان العارف الشهير الشيخ احمد الاحصائي
في اوائل القرن الثالث عشر وحضر على السيد
بحر العلوم وكاشف الغطاء وله منها اجازات
تدل على علو مقامه وعندهم وعند سائر علماء
ذلك العصر والحق انه رجل من اكابر علماء
الامامية وعرفائهم وكان على غاية من الورع
والزهد والاجتهاد في العبادة كما سمعناه ممن
نشق به ممن عاصروا ولا نعلم له كلمات في
مؤلفاته جملة متشابهة لا يجوز من اجلها
التفجيم والجرأة على تكفيره۔ (اسی بقدر الحاجة)

اس کے علاوہ علم و دیراں علامہ سید بزرگ طهرانی نے کتاب
”الزیرعة“ ص ۹۹ م اور ”اعلام الشیعة“ ص ۱۰۰ پر جناب
شیخ احمد کو علماء امامیہ میں شمار کیا ہے۔ اس کی تفصیل کتاب احقاق الحق

تالیف علامۃ الکبیر حجۃ الاسلام آیتہ اللہ الحاج میرزا موسیٰ الاسکوئی
الحائری قدس سرہ المتوفی ۱۳۶۲ھ پر درج ہے اور کتاب احقاق الحق
معصلات و ایرادات کے حل کرنے میں دیکھنے اور سمجھنے کے لائق ہے۔

”لامثلہ فی التحقيق و لتدقيق و هو فی

النمط الاوسط“ — اور یہ مقصر شیخ الاوحد

قدس سرہ کے بارے میں جو اثر خوانی اور زہ سرائی کرتا ہے یہ سب
محمد بن عبدالوہاب نجدی کی اتباع اور تقلید کا اثر ہے۔ کیونکہ یہ
وہابی مذہب کا بانی مبنی ہے اور محمد بن عبدالوہاب کی تحریک نجد سے
شروع ہوئی تھی اور شیخ قدس سرہ کا مولد بھی احساء ہے اور احسائیوں
اور نجدیوں کے درمیان بڑی پرانی جنگ ہے جیسا کہ تاریخ میں مذکور ہے
_____ اب میں احسائیوں کے حق میں وہابیوں کا فتویٰ نقل کرتا ہوں۔ تاکہ

مومنین احساء کے بارے میں وہابیوں کے عزائم منصفہ شہود و بیہ
آجائیں۔ _____ اور اس مقصر کی شیخ الاوحد شیخ احسائی سے

عداوت اور مخالفت کی وجہ بھی معلوم ہو جائے۔ چنانچہ علی اصغر فقیر اپنی
تالیف ”وہابیان“ مطبوعہ کتاب فروشی صبا تہران کے ص ۲۵۱ پر لکھتا ہے
کہ علماء نجد نے مومنین احساء کے بارے میں یہ فتویٰ دیا تھا:-

فتویٰ

میں رافضیوں کے بارے میں فتویٰ دیتا ہوں کہ انما (مراد ابن سعود

ہے) ان کو مجبور کرے کہ وہ اسلام پر بیعت کریں اور اپنے دینی شعار سے
 متمنع نہ رہیں اور اسی طرح امام پر لازم ہے کہ وہ احساء میں اپنے نائب کو
 حکم دے کہ وہ وہاں کے شیعوں کو شیخ ابن بشر (ایک وہابی عالم) کے پاس
 حاضر کرے اور انہیں مجبور کرے کہ وہ دینِ خدا و رسول کی بیعت کریں اور
 اہل بیت اور اولیاء اللہ سے قضائے حوائج کے لئے عقیدہ استمداد نہ
 رکھیں اور اسی قبیل کی دوسری بدعتوں مثلاً ماتم حسین اور دوسرے مراسم کو
 جو کہ ان کے مذہب سے مربوط ہیں ان کو ترک کر دیں اور مشاہدہ مقدسہ کی
 زیارت سے رک جائیں۔ اور ان کو لازم کیا جائے کہ وہ پنجگانہ نماز کیلئے
 مسجد میں آئیں اور ان کے لئے اہل سنت کا امام جماعت، مؤذن اور نائب
 متعین کیا جائے اور شیعانِ احساء کے لئے یہ بات لازم ہونی چاہیے کہ وہ
 صرف تین اصولی دین سے تمسک رکھیں، اور اگر یہ اپنی بدعتوں کے اجراء
 کے لئے جگہ بنائیں تو ان کو برباد کر دیا جائے، اور ان امور کی قبولیت میں
 شیعانِ احساء میں جن کو اصرار ہو وہ مسلمانوں کے شہروں سے نکال دیا جائے
 اور رافضیانِ قطیف کے لئے بھی وہی کچھ لازم ہونا چاہیے۔ ابن بشر نے
 رافضیانِ احساء کے بارے میں جو کچھ کہا ہے، اور رافضیانِ عراق کے
 بارے میں جو کہ نجد کے وہی علاقوں میں مسلمانوں (یعنی وہابیوں) کے
 ساتھ ملے جلے ہیں، میں فتویٰ دیتا ہوں کہ امام ان کو مقاماتِ مسلمین میں
 داخل ہونے سے روک دے۔ اس فتویٰ نے ملک کو مجبور کر دیا۔ کہ وہ
 دوسرے محل کو قبول نہ کرے اور مسجدِ حمزہ کو خراب و برباد کر دے اور

بجلی وغیرہ کے استفادہ سے روک دے۔

حاجی سید محسن امین نے کتاب ”کشف الاریاب“ تالیف کی اور اس میں وہابیوں کے ساتھ علمی طور پر مناظرہ کیا۔ جس کے اثر سے وہابیوں نے شیعیانِ احساء و قطیف کے بارے میں اپنے نظریے کو بدل دیا۔

(ہذا ہی الوہابیہ ص ۷)

احساء اور قطیف کے دو علاقے سعودی عرب میں واقع ہیں اور ان کی بیشتر آبادی شیعوں پر مشتمل ہے۔

یہ ہیں مومنین احساء کے بارے میں وہابیوں کے عزائم، اور اسی فتویٰ مذکورہ سے اہل احساء کا مذہب معلوم ہو جاتا ہے جو کہ شیخ احمد احسانی کا مولد و مسکن ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے امام بارگاہوں کو منہدم اور مسمار کرنے کا فتویٰ دیا گیا تھا۔ یہ قبیلہ احساء خالص مومنین ہیں، از ابتداء تا انتہا مظلوم ہیں اور حُجّتِ آلِ محمد میں مشہور ہیں اور عبدالوہاب نجدی کے مقابلہ میں کتب عقائد شیخ الادحد قدس سرہ غنیمت ہیں، نہیں تو وہاں بیتِ ہر در و دیوار سے چلی آرہی ہے۔

چنانچہ علامتہ البارع سید علی النقی بن علامہ الفقیہ سید ابی الحسن بن حجتہ الاسلام ہندی و لکھنوی نے کتاب ”کشف التّغاب عن عقائد ابن عبدالوہاب“ میں محمد بن عبدالوہاب کی تاریخ، اس کی کیفیت، نشو و نما اور ارتقاء کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ ”لما ہدم قبر زید بن خطاب عند الجبیلۃ فغظم امرؤ و بلغ خبرہ

الی سلیمان بن عزیز الحمیدی صاحب الاحساء
والقطیف وما حولہ -

یعنی اس نے زید بن خطاب کی قبر منہم کو دی۔ اس امر عظیم
کو بھانپ لیا گیا اور جب اس کی خبر سلیمان بن عبد الحمید امیر احساء کو پہنچی
اس نے امر جہاد دے دیا۔ پس معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اور ائمہ طاہرین
کے مزاروں کی اولین محافظ قوم احساء ہے۔

جزاھم اللہ خیر الجزاء و وقائھم اللہ عن
فتنة الوهابية



قبیلہ احساء کی مدح میں چند کلمات

جو کہ شیخ الاوحد کا مولد و منبع ہیں

صدیبار کبار کا مستحق ہے قبیلہ احساء کہ ان کی خاک مقدس سے
جناب شیخ الاوحد سی فاضل، کامل، واصل بحر العلوم والمعارف شخصیت
پیدا ہوئی ہے۔ اور ان کا ماحول شیخ احمد احسانی کے نور سے منور ہوا۔
صد ستائش اور مدح و ثنا کا پیراوار ہے قبیلہ احساء کہ انہوں نے بلاد العرب
میں مذہب حقہ شیعہ، جو کہ آل محمد کا مذہب ہے ابھی تک باقی رکھا ہوا
ہے باوجود اس کے کہ وہاں کی اکثریت وہابیوں اور سنیوں پر مشتمل ہے

اور ابھی تک یہ لوگ مخلص نہیں اور محتبان حیدر کمر میں شمار ہوتے ہیں کہ ان کے قلوب میں بے اندازہ معرفت اور ولائے آلِ محمد موجود ہے۔
 وقفہم اللہ ببرکتہ حضرت حجۃ عجل اللہ فرجہ
 یہ دینِ آلِ محمد کے محافظ ہیں، آلِ محمد کے فضائل باطنیہ کے مروج ہیں۔ آلِ محمد کی روحانیت کے مظہر ہیں اور عالمانِ شریعت طاہرہ ہیں۔
 میں نے ان کی مجالس سنی ہیں۔ ان کے عزائم نے دیکھے ہیں جو کہ کویت میں جنتِ نظیر اور غونہ فردوس بریں ہیں اور فی بیوت اذن اللہ ان ترفع کا مصداق ہیں۔ ان مجالس کا لطف و سرور ابھی تک محسوس کر رہا ہوں۔ شکر اللہ سعیم۔ وہاں کی زینت اور حسنِ انتظام قابلِ دید ہے، مجھے ابھی تک وہ باسعادت نوجوان یاد آ رہے ہیں جو مجھے ہمراہ بیکر مجلسِ حسینی میں جایا کرتے تھے۔ یہ مروان باصفاء صاحبانِ عز و جاہ اور تقویٰ شعار بہت مخیر اور شجاع ہیں۔ محتبانِ آلِ عباس اور عاشقانِ اہل کساء ہیں۔ اور عزادارانِ سید الشہداء ہیں۔ غلو و تقصیر سے بالا ہیں، منظرِ اوسط کے جاوہ پیمایا ہیں، آلِ محمد کی صداقت کے علمبردار ہیں۔

شکر اللہ سعیم و ادام اللہ عزہم و وقارہم و آثارہم
 ان کے آثارِ عالیہ میں سے ایک مکتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام ہے جس کو میں نے کویت میں دیکھا، اور ان کی محافل و مجالس میں میں نے المرجع الدینی حضرت آیتہ اللہ العظمیٰ المسماۃ الحاج میرزا حسن الحائری

الاحقاقی دام ظلّہ العالیٰ کو جلوہ افروز دیکھا ہے جو کہ معارف و حقائق کا
 منبع ہیں اور فضائل و فوائد کا مجموعہ ہیں۔ میں نے ان سے مسائل شرعیہ
 فرعیہ سنے ہیں۔ لانا لالت شمس معالیہم فی الواقع بہت زیادہ
 عالم، کامل، عارف اور داصل ہیں۔ مخالف ہوئی اور تاج امیرِ مولا ہیں
 صدق اللہ فی کتابہ یرفع اللہ الذین آمنوا منکم
 والذین اوتوا لعلم درجات، کثرہم اللہ امثالہم۔
 ملک عرب میں قبیلہ احساء فوج سید الشہداء ہے اور ایسے مخلص ہیں کہ
 دیابیت سے دور آلِ محمد کی معرفت باطنیہ میں مشہور اور انوار آلِ محمد میں سے
 نور علی نور ہیں۔

مومنین احساء کی عرب میں مثال نہیں ملتی۔۔۔۔۔۔ یہ ہیں قبیلہ
 احساء اور شیخ الاصل کامل الشیخ احمد الاحسانی کے چند فضائل جن کے حق میں
 یہ مقصر نعمت تکفیر کا سا ہے۔ اور اپنی ثنائی اور بیہودہ گوئی سے باز
 نہیں آتا۔۔۔۔۔۔ انشاء اللہ اس اجمال کی تفصیل کو رسالہ
 ”تحفہ علمیہ“ میں نقل کروں گا۔۔۔۔۔۔ شیخ الاصل قدس سرہ کے
 حالات کی تفصیل: آیۃ اللہ موسیٰ اسکوئی کی تالیف احقاق الحق میں بہت
 زیادہ موجود ہے اور مکمل تحقیق و تدقیق کے ساتھ ہے۔
 بیشک شیخ مرحوم ہمارے پیر و مرشد ہے بلکہ ہمارا مجدد بھی ہے۔ لیکن
 معصومین علیہم السلام کی تعداد چودہ سے زیادہ نہیں ہے۔ اس لئے
 جناب شیخ الاصل معصوم نہیں ہیں۔ لہذا جناب شیخ کی ہر وہ

تحقیق جو کتاب و سنت اور احادیث معصوم کے موافق و مطابق ہوگی وہ سر
آنکھوں پر! ————— یہی دین خدا و رسول ہے اور یہی دین
ائمہ طاہرین، اور یہی ہمارا دین ہے۔

پنجاب میں مذہب شیخی کی ابتداء کیونکر ہوئی ہے؟

چنانچہ وہ مقصر رقمطراز ہے :-

”کہ یہ عقت تدہم رے ملک میں کیونکر پہنچے اور ہمارے
سادہ لوح عوام ان سے کیونکر متاثر ہوئے اور کن لطائف الجہل
سے عوام بلکہ بعض خواص کو حق و حقیقت سے دور کیا گیا یہ ایک
طویل داستان ہے۔ جس کے سلسلہ کی اکثر کڑیاں ناگفتنی ہیں
ولیس کَلَّمَا يَعْلَمُ يَقَالُ۔ اجمالاً

اس قدر اشارہ کیا جاتا ہے کہ آج سے تقریباً پچاس ساٹھ
سال قبل بعض مشہور خطباء و اہل منبر حضرات نے ان عقائد کی
یہاں ترویج کی اور پھر ان کے بعض افاضل تلامذہ عرصہ دراز
تک تحریر و تقریر کے ذریعہ ان نظریات کی مسلسل نشر و اشاعت
کرتے رہے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ یہی عقائد مذہب شیعہ کے
عقائد متصور ہونے لگے اور حقیقی نظریات تھے وہ آنکھوں سے
اوجھل ہو گئے ہیں اور نوبت بایں جا رسید کہ نظریاتی انقلاب رونما
ہو چکا ہے۔ حقیقت کو محاذ اور مجاز کو حقیقت سمجھ لیا گیا ہے

اور حق کو باطل اور باطل کو حق کا نام دیدیا گیا ہے۔
 ع کرم اشارۃ و مکرر معنی کرم

الجواب بالتبقیح والصواب

مؤمنین غمخیز مائیں کہ اس عبارت میں اس مقصد نے تسلیم کیا ہے کہ
 پچاس بلکہ ساٹھ سال سے ہمارے ملک میں تقریباً اور بعض خطباء اور اہل منبر
 کے توسط سے مذہب شیخی ترویج یافتہ ہے۔ یعنی اس کے کہنے کا مطلب
 یہ ہے کہ ہمارا سب کا سب ملک شیخی ہے اور میں اب اس مذہب شیخی کے
 اثرات کو دور کرتا ہوں۔

ابن خیال است و محال است وجہوں

کلّ مودود یولد علی فطرة الاسلام اور اس
 مقصد نے جملہ علماء و خطباء ملت کو شیخی قرار دے دیا ہے اور ان کی
 تکفیر کر دی۔ لعنة الله علی کفرہ و نظره و فکرہ۔

اگر ہمارا سارا ملک شیخی ہے تو اس میں ہمارا کیا دوش ہے؟
 ہم نے جس ماحول میں چشم بصیرت کو دیا گیا ہے اور جو کچھ سنا اور پڑھا ہے
 سب کا سب شیخی مذہب تھا اور وہی ماحول تھا۔ شیعہ کے جملہ علماء و
 صلحاء شیخی تھے، فقہاء شیخی تھے لہذا

نہ من تنہا دریں میخانہ مستم
 جنید و شبلی و عطار ہم مست

بعض خطباء مشہور اور اہل منبر کی طرف جو اشارہ کیا گیا ہے وہ علامہ
 عبد العلی ہروی الطہرانی کی طرف ہے جو کہ پاکستان سے قبل ہندوستان میں
 آل محمد کے فضائل باطنیہ کو بیان فرمایا کرتے تھے اور ان کے بیان سے
 تمام شیعان حیدر گمراہ کے دل متوڑ ہو گئے ہیں اور بعض افاضل کی طرف جو
 اشارہ کیا گیا ہے وہ علامہ سبطین، کتاب "کشف الاسرار" کے مؤلف
 کی طرف ہے جن کی یہ کتاب مستطاب حقائق و معارف اور اسرار و رموز
 سے معمور ہے۔ اور اس مقصر نے اپنی کتاب "اصول الشریعۃ" میں ان
 مرحومین کو شیخی اور کافر ٹھہرایا ہے اور "احسن الفوائد" چاپ جدید میں
 شیخ عبد العلی ہروی الطہرانی کی بہت مدح و ستائش اور تعریف و توصیف
 کی ہے کہ وہ بہت بلند پایہ فلسفی، متکلم اور مروجہ افاضل تھے۔ پنجاب میں
 جو بھی علمی نصاب ہے اس میں اس عالم جلیل کا بہت بڑا حصہ ہے۔ اور پھر
 مولانا سید محمد سبطین کو بہت سراہا ہے اور ان کی شان میں رطب اللسان
 بنتے ہوئے ان کے بہت گیت گائے ہیں۔ لیکن اس کتاب میں ان کے کفر
 کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ صدق اللہ و رسولہ
 روکان من عند غیر اللہ لوجود وافیہ اختلافا کثیرا۔
 جب مؤئین سے دُرتے ہیں تو مدح و ستائش کرتے ہیں اور جب اپنے
 مریدوں کے حلقہ میں نشست و برخاست کرتے ہیں تو مدح اور قدیمت پر
 اتر آتے ہیں اور ناسرا الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

ہذا علامات المنافقین صدق المعصوم علیہ

السلامُ ثُمَّ اطلق الله لسانهم ببعض الحق
منهم ينطقون به وقلوبهم منكورة ليكون
ذلك دفعا عن اوليائه واهل طاعة -
(حالانکہ دہلوائے ایشیائے منکر اند) اصول کافی ص ۲۱۰

کہ یہ مقصر بعض اوقات کلمہ حق بھی کہہ جاتے ہیں۔ تاکہ محبتان
آل محمد سے اپنا دفاع کر سکیں۔ اس کے بعد یہ مقصر دینِ جدید کے
لانے کا دعویٰ کرتا ہے اور جناب سرکار قائم آل محمد کے ساتھ ہمسری کا
دعویٰ کرتا ہے کہ ہمارا سب ملک شیخی اور کافر ہے اور میں دینِ جدید
لایا ہوں مگر۔

سماع واعظ کجا نعمہ رباب کجا
صلاح کار کجا وایں شراب کجا
چنانچہ بعد ازاں اپنے زعم میں فرقہ مستحقہ شیعہ کے عقائد کی رد
کرتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:-

مَسْئَلَةُ نَوْعِ أَنْبِيَاءِ وَأُمَّةٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

کہ ائمہ اہلبیت کی نوع علیحدہ ہے۔ شیخ احمد احسائی اپنی کتاب
شرح زیارت جامعہ ص ۲۸۵ پر لکھتے ہیں:-

وَكذلك النوع فانهم يدخلون في النوع
ظاهراً وآلا في الحقيقة هم خلق آخر فوق

بنی آدم۔

یعنی کہ اسی طرۃ آئمہ اہلبیت ظاہری اعتبار سے نوع انسانی میں داخل ہیں در نہ حقیقت میں ان کی نوع فوق البشر ہے۔

قول:۔ فرقہ شیخیہ کے بعض عقائد فاسد ہیں معاذ اللہ یہ مقصر عقائد شیخیہ کو فاسد کہتا ہے حالانکہ خود فاسد ہے اور فاسدہ عقائد کا مالک ہے جن کو یہ ملاں خالصی اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کے واسطے سے مائے مذہب میں گھسیٹ لایا ہے۔

● اول:۔ انبیاء اور آئمہ اطہار کی نوع کو فوق البشر نہیں مانتا۔

● دوم:۔ آئمہ کی خلقت نوری اور امری ہونے کا انکار کرتا ہے۔

● سوم:۔ منکر معجزات ہے اور آئمہ سے معجزات کی نسبت کا انکار کرتا ہے۔

● چہارم:۔ امیر المؤمنین سے استمداد کا منکر ہے، امدادِ خیدری کا انکار کرتا ہے اور شاہ ولایت کو ولی اکبر نہیں مانتا۔

● پنجم:۔ آئمہ اطہار کے حاضر و ناظر ہونے سے انکار کرتا ہے یعنی انکار شہادت

پراصر کرتا ہے۔

● ششم:۔ آئمہ اطہارین کے عطائی علم غیب سے بھی منکر ہو گیا۔

● ہفتم:۔ ظہور علی بمقام قابِ قوسین کا انکار کیا ہے۔ اور اس مسئلہ

میں مجھ سے مناظرہ کیا اور شکست کھائی۔ جس رسالہ میں اس

مناظرہ کی روئداد بھیجی ہے اس کا نام ”ظہور علی بمقام قابِ قوسین

در شکست مولوی محمد حسین“ ہے جو کہ اس مقصر اور منکر کا نام ہے۔

ہشتم :- اگرچہ وہابیوں سے مشابہات کا انکار کرتا ہے لیکن فی الحقیقت ”وہابی“ ہے اور ان کے عقائد و مسائل کی تبلیغ و ترویج کو رہا ہے۔ جو کچھ خالصی نے عراق میں کیا ہے وہی کچھ یہ مقصر پاکستان میں کرنا چاہتا ہے۔ خالصی کی کتاب کا نام ”اعیار الشریعہ“ ہے اور اس مقصر کی کتاب کا نام ”أصول الشریعہ“ ہے۔ فقط نام کا فرق ہے وگرنہ ایمان و عقائد میں شتم بھر فرق نہیں۔

نہم :- جملہ علماء کرام کہ جنہوں نے ہندوستان میں مذہب حقہ کی تبلیغ و ترویج کی ہے اور آئمہ طاہرین سے عقیدت و محبت کو وابستہ رکھا یہ مقصر ان سب کو شیخی، غالی اور مفتوضہ کہہ کر کافر قرار دیتا ہے۔ لعنة اللہ علی کفرہ و نظریہ و فکرہ۔

باوجود اس کے عقائد شیخیہ کو عقائد فاسدہ سے بنسب کرتا ہے حالانکہ تمام عقائد شیخیہ شیعہ اثنا عشریہ ہی کے عقائد ہیں اور یہ کتاب و سنت اور احادیث معصومین سے میرہن و مثبت ہے اور حکمت و حقائق سے بھی ثابت ہے۔ اس طائفہ جلیلہ اور دیگر علماء شیعہ میں سرموبہ فرق نہیں ہے سوائے اس کے کہ شیخ الافندہ قدس سرہ کے نقس زکیہ کی برکت سے شیخیہ طاہریت اور خمس خواری پر کفایت نہیں کرتے بلکہ یہ اپنے خلوص اور بے ریاہی سے سب پر گوتے سبقت لے گئے ہیں اور انہوں نے رموز حکمت و معرفت کو خوب سمجھا ہوا ہے۔ بلکہ آئمہ طاہرین کے فضائل باطنیہ کا انہماک ان کا معیار ہے۔ شیخیہ باوجود احکام شرعیہ طاہرہ کی تعمیل کے کہ اس میں انہوں نے

”احکام الشیعہ“ جیسی کتاب کی تدوین فرمائی ہے۔ وہ ائمہ طاہرین کے فضائل باطنیہ میں اس مقام تک پہنچے ہوئے ہیں کہ وہاں تک ان طاہرین، مقصودین کو مطلق رسائی نہیں ہے۔ جیسا کہ ایک بزرگ نے کیا خوب کہا ہے:-

شہباز لا مکا غم
آں جا نہ جا مگس را

شیخ الاجل قدس سرہ کا اعتقاد یہ ”حیاۃ النفس“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ عربی اور فارسی ہر دو زبانوں میں منقسم شہود پر حسب وہ افروزی کہ چکا ہے۔ مگر اس مقصر کو کچھ نظر نہیں آتا شیعان حیدر کرار کو گمراہ کرنے اور سنتِ خالصی پر دلائلِ نجد کے حمایت کرنے میں پیش پیش ہے۔

باوجود ایں ہمہ شیخ الاوحد قدس سرہ کے بارے میں افراط و تفریط نہیں کرتے، نہ ان کو معصوم مانتے ہیں کہ معصومین کی تعداد چودہ ^{۱۴} سے زیادہ نہیں ہے اور نہ شیخ الاوحد کی تحقیقات غامضہ اور فضائل باطنیہ کی معرفت کا انکار کرتے ہیں، کیونکہ شیخ کی تحقیق ہمارے فہم سے بالاتر ہے۔ اور ان مقصودوں کی کیا جرأت و ہمت اور بساط کہ وہ تحقیق و تدقیق کے بیگراں بحر معرفت کے شناس اور تک پہنچ سکیں!

اب وہ چند مسائل کہ اس مقصر نے جن کے فاسد ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے ————— ہم تحقیق کے ساتھ انہیں پیش کرتے ہیں۔

آئمہ طاہرین کا فوق البشر ہونا

شیخ الادھم قدس سرہ کا یہ عقیدہ کہ انبیاء اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کی نوع فوق البشر ہے۔ یہ کتاب و سنت اور بیان و حکمت و معرفت سے ثابت ہے۔

حدیث اول

باب فیہ ذکر الارواح الّتی فی الائمة علیہم السلام

اما الكتاب كما قال اما منا المحق السابق جعفر الصادق عليه السلام يا جابر ان الله تعالى خلق المخلوق ثلاثة اصناف وهو قول الله عز وجل وكنتم ازواجاً ثلاثاً واصحاب اليمين ما اصحاب اليمين واصحاب المشمة ما اصحاب المشمة والسابقون السابقون اولئك المقربون فالسابقون هم رسل الله و خاصة الله من خلقه جعل فيهم خمسة ارواح ايدهم بروح القدس فيه عرفوا الاشياء الخ

ترجمہ :- صادق آل محمد نے فرمایا ہے اے جابر! تحقیق خداوند عالم نے اپنی مخلوق کو تین قسموں پر خلق فرمایا ہے جیسا کہ وہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے :-

”وکنتم ازواجاً ثلثة“ یعنی تم تین قسموں پر مشتمل ہو۔
 اصحاب میمنہ ، اصحاب شمتہ اور السابقون السابقون
 اولیٰک المقربون ————— اور وہ السابقون رسولانِ خدا
 اور خاصانِ خدا ہیں کہ جن میں پانچ رُوحیں پیدا کی گئی ہیں اور رُوح القدس
 سے ان کی تائید بھی کی گئی ہے۔ پس وہ رُوح القدس سے معرفتِ اشیاء
 رکھتے ہیں۔

حدیث دوم

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:-

یا جابر ان فی الانبیاء والاوصیاء خمسة ارواح
 روح القدس، روح الایمان، روح الحیوة، روح القوۃ
 روح الشهوة فبروح القدس عرفوا یا جابر ما تحت
 العرش الی ما تحت الثری ثم قال یا جابر ان هذه
 الاربعة ارواح یسببها الحدّتان الا روح القدس
 فانہ لا تلهو ولا تلعب۔

ترجمہ :- اے جابر! تحقیق انبیاء اور اوصیاء میں پانچ
 رُوحیں موجود ہیں۔ رُوح القدس، رُوح ایمان، رُوح الحیات،
 رُوح القوۃ اور رُوح الشهوة۔

پس اے جابر! وہ رُوح القدس کے ساتھ تحت العرش

سے بیکر سخت اثری تک کی شناخت ملے ہیں۔ پھر فرمایا اے جابر! ان چار ارواح کو حادثات پہنچتے ہیں یعنی وہ ارواح کہ جو ان کے بشری ابدان و اجسام سے تعلق رکھتی ہیں وہ عارضی ہیں۔ مگر رُوح القدس جو حادث سے بھی محفوظ ہے اور عارضی بھی نہیں ہے بلکہ وہ اصل ہے اور لہو و لعب سے منزہ و مبرا ہے اور محفوظ و مصئون ہے اور ان کی حقیقت عرشہ بھی یہی رُوح القدس ہے۔

حدیث سوم

اس باب میں بروایت مفضل صادق آلِ محمد سے بھی یہی مروی ہے
 رُوح القدس فہ حمل النبوة فاذا قبض لنبی
 انتقل روح القدس فصار الى الامام و روح القدس
 لا ینام ولا یغفل ولا یلہو ولا یرہوا۔

کہ رُوح القدس وہ ہے جو کہ حاملِ نبوت ہوتی ہے اور وفاتِ نبی کے بعد امام میں منتقل ہو جاتی ہے، اور یہ رُوح نہ سوتی ہے نہ غافل ہوتی ہے نہ لہو و لعب سے آغشته ہوتی ہے اور نبی اور امام کی حقیقت بھی یہی رُوح ہے۔ عصمت و طہارت کا نام بھی یہی رُوح القدس ہے اور رُوح القدس کانِ یسریٰ بحد یعنی رُوح القدس کے ذریعہ اقطار الارض اور آفاق السماء میں جو کچھ ہے اسے امام دیکھتا ہے۔ پس نبوت سے امامت میں رُوح القدس کے انتقال سے مراد انتقال

مجازی ہے۔۔۔۔۔ یعنی نفسِ امام میں انتقالِ حالت اور

اس حالت میں شبیہ کا حصول۔۔۔۔۔ (اصول کافی ص ۲۷۲-۲۷۱ مطبوعہ تہران)

روح مسدود کے باب میں چھ احادیث ہیں۔

مگر اس مقصّر نے اُن پانچ احادیث کو چھوڑ دیا جو کہ موافقِ خاصہ

ہیں اور اس ایک کو لکھا اور قبول کر لیا جو کہ موافقِ عامہ ہے۔ حالانکہ

”فانّ الرّشد فی خلافہم“ فرمانِ معصوم ہے۔ کہا

فی مقدمۃ الکافی اور وہ حدیث سنداً بھی ضعیف ہے۔

صحیح کو چھوڑ دیا ضعیف کو پکڑ لیا، موافقِ خاصہ کو چھوڑ دیا اور موافقِ

عامہ کو پکڑ لیا۔ یہ ہے اس مقصّر کی دیانت اور یہ ہے اس منکر کا علم کہ

خود اپنے قائم کردہ اصول و ضوابط کی بھی رعایت نہیں کرتا۔

طار عقلہ و فقد تہذیبہ و خربت اخلاقہ



حدیثِ اوّل

در اثبات روحِ امری

عن ابی بصیر قال سئلت ابا عبد اللہ عن قول

اللہ تعالیٰ و کذا لک اوحینا الیک روحاً من امرنا

ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان قال خلق من

خلق اللہ عزّوجلّ اعظم من جبئیل و میکائیل۔

ابنی بصیر سے مروی ہے کہ میں نے صادق آلِ محمد سے سوال کیا ”کَذَلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوحًا مِنْ اَمْرِنَا“ مولا! وہ رُوح کیا ہے؟ فرمایا: ————— خدا کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے جو کہ جبرائیل و میکائیل سے بڑی ہے۔

حَدِیثِ دُوم دُرُ اثْبَاتِ رُوحِ الْقُدُسِّ

حدیث دوم میں ہے :-
مَا صَعَدَ اِلَى السَّمَاءِ قَائِلًا لِفَيْنَا
کہ وہ رُوح آسمان کی طرف صعود نہیں کرتی۔ پس تحقیق وہ رُوح ہم میں ہے۔

حَدِیثِ سُوْم دُرُ اثْبَاتِ کہ رُوحِ الْقُدُسِّ مِنْ حِیْثُ الْجَنْسِ عَالَمِ مَلَكُوتٍ سے ہے

قَالَ خَلَقَ اعْظَمَ مِنْ جِبْرِائِيلَ وَهُوَ مَعَ الْاَنْبِيَاءِ
وَهُوَ مِنَ الْمَلَكُوتِ۔

کہ وہ مخلوق جبرائیل و میکائیل سے اعظم ہے یعنی اس کی جنس عَالَمِ ملکوت سے ہے اور اس کی فضل بھی بالا ہے۔

حدیث ششم

اس حدیث میں یہ یاب ہے کہ الیسیس ہو جابرئیل
 قال امیر المؤمنین جابرئیل من الملائکۃ وروح
 غیور جابرئیل۔۔۔۔۔ کہ امیر المؤمنین نے اس مرد کے
 سوال کے جواب میں فرمایا جس نے تعین روح کے بارے میں حضرت
 سے سوال کیا تھا کہ الیسیس ہو جابرئیل کہ کیا وہ روح جبرئیل نہیں
 ہے؟۔۔۔۔۔ امیر المؤمنین نے اسے جواباً فرمایا کہ جبرئیل
 ملائکہ میں سے ہے اور روح جبرئیل نہیں ہے۔

یہی ثابت ہوا کہ ان ارواح القدس کا عالم، عالم ملائکہ سے
 بلند ہے۔ بعض احادیث میں اگر یہ نظر آئے کہ وہ عالم ملکوت سے
 بالا ہے یعنی اس کی نوع عالم ملکوت سے فوق ہے تو یہی تو ہمارے
 مستند، با اعتماد شیخ قدس سترہ کی مراد ہے جو کہ عارفان فضائل باطنیہ
 کے قافلہ سالار ہیں اور آل محمد کے فضائل کی معرفت میں اس مقام تک
 پہنچے ہیں کہ ہر بُواہوس کی وہاں تک رسائی نہیں ہے۔

سرمہ غم عشق ہر بُواہوس را ندہند
 سوز دل پر و اندہ ہر مگس را ندہند

کما قال الشیخ الطشاح قدس سترہ

انما دخلوا في النوع ظاهراً كما دخل روح
 القدس الذي هو من امر الله في نوع الملائكة مع
 انه ليس من نوعهم ولهذا قال انه خلق اعظم
 من الملائكة ولهذا لما امر الله الملائكة
 بالسجود لآدم فقال لهم اسجدوا لآدم فلما سجدوا
 اخبر عن ذلك فقال فنجدا الملائكة كلهم اجمعون
 الا ابليس فلم يستشع الا ابليس من ان روح القدس
 وروح من امر الله والروح الذي على ملائكة المحجب
 الاثنان لم يسجدوا فلما عاتب ابليس بعدم
 السجود قال استكبرت ام كنت من العالين و
 هم هؤلاء الاربعة ولو كانوا من الملائكة
 لسجدوا هذا وكثير ما يطلق على احدهم
 الملك فقال اميرا المؤمنين لما سئل عن
 عقل الذي هو روح من امر الله قال ملك
 له رؤس بعد الخلق الحديث فدخولهم
 في نوع بنى آدم كدخول هؤلاء العالين
 في الملائكة فلا مشاركة في هذه الامور التي
 فصل الله بها من شاء بعبثي انهم خلقهم الله
 سبحانه قبل الخلق يالف دهر على هذه الصفات

شرح زیارۃ جامعہ چا پ نو، (بیان کو نھم علیہم السلام
العلل الاربعۃ لکل شیء)۔

تھرجمہ :- خبر یہ ہے کہ آئمہ طاہرین بظاہر نوح بنی آدم میں داخل ہیں
جیسا کہ روح القدس امر خدا یعنی عالم امر سے ہے۔ بظاہر نوح ملائکہ میں داخل
ہے مگر درحقیقت ان کی نوح سے نہیں ہے جیسا کہ صادق آل محمد نے اپنی
احادیث میں فرمایا ہے کہ وہ بلند تر ہے۔ اس بناء پر وہ ملائکہ میں سے نہیں
ہے۔ اگر ملائکہ کو آدم کے لئے سجدہ کرنے کا حکم ہوا تو خدائے لایزال
نے فرمایا اسجدوا لادم کہ آدم کو سجدہ کرو۔ جب انہوں نے سجدہ
کیا، رب العزت نے ان کے سجدہ کی خبر دی۔ پس فرمایا فسجدوا لملائکتنا
کلّهم اجمعون الا ابلیس کہ تمام ملائکہ نے آدم کو سجدہ کیا
سوائے ابلیس کے۔ اس آیت کریمہ میں سوائے ابلیس
کے کسی کا استثناء نہیں فرمایا گیا باوجود اس کے کہ روح القدس
روح من امر اللہ اور وہ ارواح جو کہ ملائکہ حاجبین پر مقرر ہیں
انہوں نے بھی آدم کو سجدہ نہ کیا۔

خداوند عالم نے ابلیس کو عدم سجود کی وجہ سے غتاب کیا اور فرمایا
استکبرت ام کنت من العالمین

اور اگر وہ ارواح اربعہ بھی ملائکہ میں سے ہوتیں تو حتماً وہ بھی آدم کو سجدہ
کرتیں۔ حالانکہ اکثر احادیث میں ان پر ملک کا اطلاق ہوا ہے۔

جیسا کہ امیر المومنینؑ سے اس عقل کے متعلق سوال کیا گیا جو کہ روح من
امر اللہ ہے۔

فرمایا وہ ملک ہے کہ اس کے سر مخلوق کی تعداد کے برابر ہیں۔ پس
نوع بنی آدم میں آئمہ اطہار اور انبیاء کا دخول نوع ملائکہ میں ان عالین
کے دخول کی مثل ہے۔ پس ان امور میں کسی قسم کی مشارکت نہیں ہے۔ یہ
صرف فضل خداوندی ہے جس کو چاہتا ہے اُسے عطا کرتا ہے۔ اس
کے معنی یہ ہیں کہ آئمہ طاہرینؑ کو خداوند لا ینزل نے مخلوق سے پہلے ہزار
صفات محمودہ کے ساتھ پیدا فرمایا ہے اور باقی تمام مخلوق کو ان کی
فاضل شعاعوں سے پیدا فرمایا ہے۔ الخ

پس امتیاز نوع ثابت ہو گیا۔

یہ ہے شیخ الاوحد قدس سترہ کے قول کا مفہم جو کہ کتاب و سنت
اور حدیث معصوم سے ثابت ہے۔ مگر یہ مقتصران حقائق عالیہ سے محروم
ہے۔ اسی لئے آئمہ طاہرینؑ کو بالا تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے۔
آئمہ طاہرینؑ کے اجساد طاہرہ کے باب میں جناب شیخ العارفین قدس سترہ
نرماتے ہیں:-

اعلم ان اجسادہم علیہم السلام فی غایۃ
اللطافتہ بحیث لا تدركہا الابصار ولا البصائر
فقد روى عنهم السلام ان الله خلق قلوب
شیعتہم من فاضل اجسامہم و فی رواية -

ان الله خلق ارواح شيعتهم من فاضل طينتهم
 او اجسامهم وخلق ارواحهم من فوق ذاك
 وقد تقدم الاشارة الى ذلك صراحة وانما
 وخلق ارواح شيعتهم من دون ذلك ظهر للناس
 بما بسوا من الصورة البشرية التي هي محل التغيير
 والتبدل وهي صورة كثيفة من العناصر الاربعة
 التي تحت تلك القمر وانما لبسوها لئتم ما ادا الله من
 انتفاع المكلفين بهم ولولاها لما قدر احد من الخلق ان يراهم او
 يدركهم او ينتفع بهم من قوته وبوجعنا لا ملكا لجعلنا رجلا لبسنا
 عليهم ما يلبسون وكانت الصورة البشرية وان
 كانت لهم عارضية لا ثابته ليست منهم وانما هي من
 آثار آثارهم فلما انتهت الحاجة اليها وانقضت
 ولولم يكن له فائدة ولا مصلحة انقوتها في
 اصولها الاربعة كل في امله فلما انقوتها كشفت
 منهم ما اخضت البشرية بكشافتها ظاهرا فكانوا
 كما كانوا في اعالي عالم الانوار معلّفين في ادائل
 عليهم من الامراتي قام به كل شيء ومثال ظهورهم
 بالبشرية وما بعده مما اشرنا اليه الصورة التي
 ظهرت منك في المرأة فان جوم الشبيثة الصبقل

لِلصُّورَةِ يَمْتَلِئُ الصُّورَةُ الْبَشَرِيَّةُ لِمَا فِي الطُّبُورِ
 عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَذْوَاجُ الشَّيْثَةِ وَصَقَالَتِ
 كَمَا ظَهَرَتِ الصُّورَةُ مَعَ اَنْهَا مَوْجُودَةٌ فِي ظِلِّ
 وَاَنْهَا تَوْقِفُ ظُهُورَهَا عَلَى الصُّورَةِ الْبَشَرِيَّةِ
 الَّتِي هِيَ اَلشَّيْءُ الصَّيْقِلُ كَالْمَوَآءِ وَالْمَاءُ اَشْبَهَا -
 (شرح زیارت جا معہ - ص ۲۸۱)

تقریباً چھوڑو۔ جان لو! انبیاء اور ائمہ علیہم السلام کے اجساد و اجسام
 بہت زیادہ لطیف ہیں اس حیثیت سے کہ ابصار بلکہ بصائر ان کا ادراک
 نہیں کر سکتے۔ پس آئمہ طاہرین سے مروی ہے کہ تحقیق خداوندِ لایزال نے
 شیعوں کے دلوں کو فاضل اجسام آئمہ سے خلق فرمایا ہے اور بعض روایات
 میں یوں بھی موجود ہے کہ شیعوں کی ارواح کی تخلیق آئمہ علیہم السلام کی فاضل
 طینت اور ان کے فاضل اجسام سے ہوئی ہے۔ اور آئمہ کی ارواح اس سے
 بلند ہیں اور شیعوں کی ارواح کی تخلیق اس سے پست ہے۔ بارہا یہ اشارہ کیا گیا
 ہے کہ وہ لوگوں کے لئے صورتِ بشری کے لباس میں تشریف لائے ہیں کہ
 یہ صرف جگہ کی تبدیلی اور تغیر ہے اور وہ صورت کشیدہ عناصرِ اربعہ سے مرکب
 ہے کہ فلکِ قمر کے نیچے ہے۔ اور صورتِ بشری کا بادیہ انہوں نے اس
 لئے پہنا ہے اور اسے اپنا لباس بنایا ہے تاکہ وہ چیز پوری ہو جائے جو کہ
 خداوندِ عالم نے چاہی ہے۔ اور مکلفین ان سے اس واسطے سے فائدہ اٹھا

سکیں اور اگر وہ لباسِ بشری پہن کر مخلوقات میں تشریف نہ لاتے ، کسی کو ان کی دید کی طاقت نہ رہتی اور کوئی ان کی کلام نہ سمجھ پاتا — اور ان سے فائدہ اٹھانا تو بہت ہی دُور کی بات ٹھہری — اور قولِ باری تعالیٰ کے بھی یہی معانی ہیں :-

وَلَوْ جَعَلْنَاهُمْ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُمْ رِجَالًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِم مَّا يَلِبَسُونَ - (پ سوره الانعام آیت ۹)

ترجمہ :- ”اور ہم اگر کسی فرشتہ کو بنی بناتے تو (آخر) اس کو بھی مرد صورت بناتے اور جو شے یہ لوگ کر رہے ہیں وہی (شے) گویا ہم خود ان پر اس وقت بھی اوڑھا دیتے —“

اور جو صورتِ بشری تھی اگرچہ ان کے لئے عارضی ہے ۔ کیونکہ ان کی حقیقت اور جنس سے نہیں ہے اور وہ سوائے اس کے نہیں کہ ان سے ہے ، اور جب ان کی حاجت تمام ہوئی اور ختم ہو گئی اور اس کیلئے مصلحت میں کچھ فائدہ نہ رہ گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اصولِ اربعہ میں ڈال دیا گیا ۔ جب ہر چیز اپنے اصل میں پس گئی اور اس کو ڈال دیا گیا تو ان سے وہ شے ظاہر ہو گئی جس کو کہ بشریت نے اپنی کثافت لی وجہ سے چھپایا ہوا تھا —

”فکانوا کما کانوا“ پس وہ ایسے ہو گئے جیسا کہ تھے

عالی عالم انوار میں اپنی پہلی علل کے ساتھ معلق ہو گئے کہ وہ عالم امر ہے جس میں ہر شے قائم ہے —

بشریت میں انکے ظہور کی مثال

اور اس کے بعد اسی قبیل سے ہم نے آپ کی اس صورت کی طرف اشارہ کیا جو آپ سے آئینہ میں ظہور کرتی ہے۔ پس تحقیق شبیشتہ کا ٹکڑا صورت کیلئے صیقل ہوا، اور ان کی بشری صورت کی منزلت میں ہے یعنی ان کے ظہور کیلئے، علیہم السلام۔ اور یہ کہ اگر شبیشتہ کا ٹکڑا اور اس کا یا فی نہ ہوتا تو صورت ظاہر نہ ہوتی باوجود اس کے کہ صورت موجود ہے۔ رسوا اس کے نہیں کہ ظہور امثال صورت بشریہ میں موقوف ہے کہ وہ صیقل شدہ نہ کی مثل آئینہ، پانی اور اس کے مشابہ ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ ان کا ظاہر بشریت ہے اور ان کی حقیقت نور ہے اور قول معصوم سے بھی یہی ثابت ہے۔ (تفسیر بہانہ ص ۱۹۳)

عن جابر بن یزید جعفری عن الامام العالم موسیٰ بن جعفر الکاظم صلی اللہ علیہم اجمعین قال ان اللہ تبارک و تعالیٰ خلق نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم من نور اخراجه من نور عظمتہ و جلالہ، و هو نور لا هوئیۃ الذی بدا منه و تجلی لموسیٰ بن عمران لطلب رؤیہ فما ثبت و لا استقر و لا طاقۃ لرویتہ حتی خر صاعقاً مغشياً علیہ و کان ذالک النور

نور محمد صلى الله عليه وآله وسلم فلما أراد ان يخلق
محمدًا صلى الله عليه وآله وسلم منه قسم ذلك التور
شطرين فخلق من شطر الاول محمدًا ومن الشطر الاخر
على ابن ابي طالب عليه السلام، ولم يخلق من ذلك
التور غيرهما خلقهما بيده نفع فيهما بنفسه
لنفسه وصورهما على صورتها وجعلهما
امناء له وشهداء على خلقه وخليفة على خلقه
وعيناي عليهم ولسانًا له اليهم قد استودع فيهما
علمه وعلمها البيان واستطلعهما على غيبه وجعل
احدهما نفسه والاخر روحه ولا يقوم واحد بغير
صاحبه ظاهرهما بشرية وباطنهما لاهوتية
ظهرا للخلق على هياكل الناسوتية حتى يطبقوا
ورويتها وهو قول تعالى للبسنا عليهم ما يلبسون
فيهما مقام رب العلمين وحجابًا خالق الخلائق،
اجمعين بهما فتح بدء الخلق وبهما ينقتم الملك
والمقادير، ثم اقتبس من نور محمد وفاطمة ابنته
عليهما السلام كما اقتبس نوره من نوره واقتبس
من نور فاطمة وعلى والحسين عليهم السلام

کا قیاس المصابیح ہم خلقوا من الانوار
 وانتقلوا من ظہر الی ظہر ومن صلب الی صلب
 ومن رحم الی رحم فی الطبقة العلویاء من غیر نجاسة
 بل نقل بعد نقل لا اثم من ماء مہین ولا طفلة
 حشرة کسائر خلقہ بل انوارا انتقلوا من اصلاب
 الطاہرین الی ارحام المطہرات لانہم صفوة
 الصفرة اصطفاہم لنفسہ وجعلہم خزان
 علمہ وبلقاعہ الی خلقہ اقامہم مقام نفسہ
 لا یرى ولا یدرک ولا تعرف کیفیۃ انیتہ فہو لا
 الناطقون المبلغون عنہ المتصرفون فی امرہ و
 نہیہ ————— فیہم یتظہر قدسہ و
 منہم تری آیاتہ ومعجزاتہ ، فیہم ومنہم عرف
 عبادۃ نفسہ وبہم یطاع امرہ وولایہم ما عرف
 اللہ ولا یدری کیف یعبہ الرحمن فاللہ یجری امرہ
 کیف یشاء فیما یشاء لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون۔

(صفحہ ۱۹۳ تفسیر برہان سورۃ الشہادۃ الجزء التاسع عشر)

ترجمہ :- کہ محمد و علی علیہما السلام کا ظاہر تو بشریت ہے لیکن ان کا باطن
 لاہوتیت ہے ۔ یہ دو ہستیاں مخلوق کے لئے شکل : انسانیت ہیں اس لئے

جلود پہ پہلی ہیں تاکہ لوگوں کو دیکھنے کی طاقت ہو اور یہی معافی اس قول
 باری تعالیٰ ہے "وَلَلْبِسْنَا عَلَيْهِم مَّا يَلْبِسُونَ" کہ ہم
 نے ان کے لباس بشری میں بلبوس کر کے دینا کے گھر میں بھیجا ہے —
 محمد و خلی رت العالمین کے دو مقام ہیں اور خالق المخلوقات کے دو حجاب
 ہیں۔ ابتدائے خلق بھی انہی کے واسطہ سے فرمائی گئی ہے اور خداوند عالم
 انہی کے ساتھ ملک و مقادیر کو ختم بھی کرے گا۔ یعنی وہ "صاحلق
 اللہ نوری" کا مصداق ہیں۔ اور محمد عربی رسول اللہ خاتم النبوة اور
 علی خاتم ولایت کبریٰ ہے جو کہ معنی خلانت و متصرف فی الثقلین ہے۔
 اس کے بعد خداوند عالم نے نور محمد سے نور فاطمہ کو اقتباس کیا۔
 جیسا کہ اپنے سے نور محمد کو کیا تھا۔ علی و فاطمہ و حسن و
 حسین کے نور کا اقتباس چراغوں کے اقتباس کی مثل ہے کہ ایک چراغ
 سے دوسرا چراغ روشن کیا جاتا ہے اور پہلے میں کچھ فرق نہیں آتا۔ یہ ان
 منقصوروں کا جواب ہے کہ نور کی تقسیم پر استحالہ کو ڈالا
 وہ انوار سے پیدا کئے گئے ہیں۔ ایک صلب سے دوسری
 صلب میں، ایک پشت سے دوسری پشت میں اور ایک رحم سے دوسرے
 رحم میں بغیر نخواست کے طبقہ علیا میں منتقل ہوتے رہے ہیں۔ وہ
 نہاء مہین سے پیدا ہوتے ہیں اور نہ باقی تمام حلق کی مثل نقطہ جشرہ
 سے، بلکہ وہ نور ہیں کہ اصلا ب طاہرین سے ارحام مطہرات کی طرف
 منتقل ہوتے ہوئے تشریف لاتے ہیں۔ اور یہ کہ وہ خدا کے

برگزیدوں کے بھی برگزیدہ ہیں اور خداوندِ لایزال نے ان کو اپنے نفس کے لئے برگزیدہ کیا ہے اور اپنے علم کے خزانے بنایا ہے۔ اور محمد و علیٰ خداوندِ دو جہاں کی طرف سے مخلوق میں پہنچے اور اس کا قائم مقام ہو گئے ہیں۔ اور خداوندِ عالم نے ان کو اپنا قائم مقام کیا ہے کیونکہ خدا ہمارے اور اک اور درایت سے بالا ہے۔ اس کی کیفیت ہماری معرفت میں نہیں آ سکتی۔ پس وہ ناطق اور مبلغ ہیں خدا کی جانب سے اور امر و نواہی میں منتصرف ہیں۔ ان کے واسطے سے قدرتِ خدا کا ظہور ہوتا ہے اگر وہ نہ ہوتے تو معرفتِ خدا ممکن نہ ہوتی اور معلوم نہ ہوتا کہ رحمان کی عبادت کس طرح کی جاتی ہے۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے اپنے امر کو جاری کرتا ہے اور اسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور وہ پوچھے جاتے ہیں۔

یہ ہیں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی حدیث کے معنی اور جناب شیخ العارفین نے اسی حدیث سے اقتباس فرما کر نوعِ آئمہ کو فوق البشر اور ان کی صورت کو ناسوتی اور ظاہری و عارضی فرمایا ہے۔

اس مسئلہ شریفہ کا مفہم اور مشائخ کی عبارات کا خلاصہ علامۃ الکبیر حجتہ الاسلام آیتہ اللہ الحاج میرزا موسیٰ الاسکوئی الحائری قدس سرہ نے کتاب احقاق الحق میں نقل فرمایا ہے۔

ص ۴۹ تا ۵۰ باب فی المعاد احقاق الحق

مطبوعہ نعتمان النجف الاشرف

واما المعصومون فاجسادهم الشريفة في
غاية الصفاء والكمال ونهاية اللطافة والاعتدال
من بدو نشو خلقهم ولم يتطرقهم في العوالم التي
نزلوها والمنازل التي مروا بها عند اقبالهم على
الخلق لهذا يتهم وتربيتهم الى ادبارهم عنهم عوارض
وكشافات بوجه نعم لما كانوا ما مورين لهذا اية الخلق
وقاد يسهم ، ولم يتحملوا انوار صورهم الاصلية
ولم يطبقوا النظر اليها بوجه بسوفى هذا العالم
الظاهر صورة مناسبة له وهو الصورة البشرية
حتى يتمكن الخلق من مشاهدة انوار جمالهم ويتفحصوا
منهم ما هم محتاجون اليها من الفيوضات الشرعية
ويكتسبوا منهم (ع) معالم الدينية وهذه
الصورة البشرية التي اتخذوها لباسا تبليغا للاوامر
الالهية والفيوضات السبحانية ، ايضا كانت في
غايته الرقة واللطافة وتعلقها باجسادهم
الشريفة كان في نهاية الضعف ، ولم تكن
مائعة من التصرفات الكونية كالصعود الى السماء
والنزول الى الارض وطى ما بين المغرب والمشرق
في طرفه عين ، والحضور في العوالم ومداييد الرحل

الى السمات وغيرها من عجائب التصرفات وخوارق
العادات اذ عوارض بشرية هم واعراض صورهم
كانت مستملكة في جنب انوار اجسادهم الاصلية و
مضمحلة عندها فلذا اذا وقف نبينا صلى الله عليه وآله وسلم
قبال الشمس لم يكن له ظل فباختيارهم يلبسون
تلك الصورة ويخلعونها، وليسوا سلام الله عليهم
مقهورين تحت حكم الصور والاعراض البشرية
كغيرهم حتى لا يمكنوا من خلعها عن انفسهم و
رفعها عن اجسادهم ويكونوا مضطرين اليها
كسائرهم، لكن مراتب المعصومين متفاوتة
بالنسبة الى تعلق تلك الصور الى اجسادهم
ومختلفة في طروا الاعراض اليها كثرة وقلّة
ضعفا وقوّة. اما المعصومون الاربعة عشر
صلوة الله عليهم فقطعي ان تعلق تلك الاعراض
وطروها اليهم اقل واضعف من التعلق والطرؤ
الى سائر الانبياء والاصفياء وفيهم اشد واكثر
منهم عليهم السلام، ولذا لم يتمكنوا لم يقدروا
على ما يقدر عليه، ويفعل محمد واهليته الطاهرون
من عجائب الافعال والحالات وخوارق الامور

والعادات - (احقاق الحق ص ۱۹ تا ۲۵)

ترجمہ :- اور لیکن معصومین کے اجساد شریفہ ان کے ابتدائے پیدائش ہی سے ان تمام عوالم میں کہ جن میں انہوں نے نزول فرمایا ہے۔ انتہا درجے کے صفاء و کمال اور اعتدال و لطافت میں ہیں۔ اور وہ منازل جن سے وہ گذر رہے ہیں وہ خلق کی ہدایت اور تربیت کے لئے تشریف لاتے ہیں اور ان کی واپسی بھی اسی اصل کے ساتھ ہوگی، اور عوارض و کثافت ان کی غایت صفائیں شامل نہیں ہے۔ وہ خلق کی رشد و ہدایت اور ان کو ادب سکھانے کے لئے مامور تھے۔ اور خلق کے پاس ان کی اصلی صورتوں کے انوار کی برداشت کی طاقت نہ تھی۔ پس انہوں نے عالم ظاہر میں خلق کی مناسب صورت اختیار کی تاکہ مخلوق ان کے انوار جمالی مشاہدہ پر قادر ہو اور ان سے فائدہ اٹھائے، کیونکہ اسے فیوضاتِ شرعیہ سے متمتع ہونے کی حاجت تھی اور یہ بھی کہ خلق ان کے معالِم و ینبہ سے اقتساب کرے۔ پس یہ صورت بشریہ اوامرِ الہیہ اور فیوضاتِ سبحانیہ کی تبلیغ کے لئے ایک لباس ہے۔ اور وہ صورت بشریہ بھی بہت زیادہ تھی اور اس کا تعلق ان کے اجسادِ ظاہرہ کے ساتھ بہت معمولی اور ضعیف تھا اور وہ ایسا بھی نہ تھا کہ تصرفاتِ کونیہ سے مانع ہوتا، جیسا کہ ان کا صعود الی السماء اور نزول الی الارض، اور چشمِ زدن میں مشرق و مغرب کا فاصلہ

فَرَامِینِ مَعْصِیَاتِ عَلَیْہِ السَّلَام

حدیث اول

عن محمد بن سنان قال كنت عند ابی جعفر
الثانی (ع)، فاجريت اختلاف الشيعة فقال يا محمد
ان الله تبارك لم ينزل متفرّد ابوحدا نية ثم
خلق محمداً وعلياً وفاطمة فمكثوا الف دهر ثم
خلق جميع الاشياء فاشهدهم خلقها و اجري
طاعتهم عليها و فوضّ امورها اليهم فهم
يحلّون ما يشاؤون و يحرمون ما يشاؤون ولن يشاؤوا
الا ان يشاء الله تبارك و تعالی ثم قال يا محمد
هذه الدنيا التي من تحتها مرق و من تحلف
عنها الحق و من لزمها الحق خزها اليك يا محمد -

(بحار الانوار ۳۶۳، اصول کافی ۴۴۱ باب مولد النبی)

ترجمہ :- محمد بن سنان سے روایت ہے کہ میں ابو جعفر ثانی یعنی
امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ پس میں نے جناب کی

خدمت میں شیعوں کے اختلاف کے بارے میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا
 اے محمد! تحقیق خدائے تعالیٰ اپنی وحدانیت کے ساتھ ہمیشہ سے اکیلا
 رہا۔ اس کے بعد اس نے محمد و علیؑ اور فاطمہؑ کو خلق فرمایا۔ پس
 انہوں نے ہزار دہر ہزار زمانہ تقدیری قیام فرمایا۔ اس کے بعد خداوندِ عالم
 نے باقی اشیاء کو زویرِ تخلیق سے آراستہ کیا اور ان اشیاء کی خلقت کے وقت
 ان ہستیوں کو گواہ بنایا اور جملہ اشیاء پر ان کی اطاعت کو جاری فرمایا اور
 ان اشیاء کے امور کی تفویض ان ہستیوں کے ساتھ کر دی۔ پس جس چیز کو
 وہ چاہتے ہیں اسے حرام قرار دیتے ہیں اور وہ ہرگز نہیں چاہتے مگر وہی
 چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے یعنی ان کی مشیت، مشیتِ خدا ہے۔
 اس کے بعد حضرتؑ نے فرمایا اے محمد! یہ دیانت یعنی جو اصول دین ہم
 نے فرمائے ہیں جو ان سے تقدم و تجاوز کرتا ہے وہ دین سے خارج ہو جاتا
 ہے اور جو کوئی ان سے تخلف اور دُوری اختیار کرتا ہے یعنی تقصیر کرتا ہے، وہ
 باطل ہو جاتا ہے اور جو کوئی ان سے لازم و محکم ہو جاتا ہے وہ آلِ محمدؑ سے
 لاحق ہو جاتا ہے۔ اے محمد! اس دیانت کو مضبوطی سے پکڑ
 لو۔۔۔ ! (اصول کافی ص ۲۴۱)

حدیث دوم

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال انّ اللہ کان
 اذ لا کان فخلق المکان والمکان وخلق النور والنور الذی

نُورٌ مِنْهُ الْاَنْوَارُ وَاجْرَى فِيْهِ مِنْ نُّوْرِ الَّذِي
نُورٌ مِنْهُ الْاَنْوَارُ وَهُوَ التَّوْرَةُ الَّذِي خَلَقَ مِنْهُ
مُحَمَّدًا وَعَلِيًّا فَلَمْ يَزَلِ الْاَنْوَارُ اَوَّلِيْنَ اِذَا شَيْءٌ كَوْنٌ
قَبْلَهُمَا فَلَمْ يَزَلِ الْاَنْوَارُ طَاهِرِيْنَ مَطْهَرِيْنَ فِي
الْاَصْلَابِ الطَّاهِرَةِ حَتَّى افْتَرَقَا فِي طَهْرٍ طَاهِرِيْنَ
فِي عِبَادَةِ اللَّهِ وَابْنِ طَالِبٍ -

(اصول کافی مطبوعہ تہران ۳۶۶/۱)

ترجمہ :- امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے - فرمایا کہ
بیشک خداوند عالم تھا جبکہ کان بھی نہ تھا۔ پس خداوند عالم نے
کون و مکان کو خلق فرمایا، اور اس نور الانوار کو بھی پیدا فرمایا کہ اس سے
اور بہت سارے دوسرے نور منور ہو گئے ہیں۔ اور اس نور میں کہ جس
سے باقی نور پیدا ہوتے ہیں۔ خداوند عالم نے اپنے نور کو جاری کر دیا
اور وہ نور الانوار نور محمدی ہے کہ محمد و علیؑ کو اس سے پیدا فرمایا۔ پس
وہ محمد و علیؑ نورِ اولین تھے اور ان سے قبل کوئی چیز نہ تھی۔ پس
وہ ہمیشہ اصحابِ شافحہ اور ارحامِ طاہرہ میں جاری و ساری رہے ہیں،
حتیٰ کہ دو طاہر و مطاہرہ پشتوں یعنی پشتِ عبداللہ و ابوطالب میں تقسیم
ہو گئے۔

حدیث سوم

عن جابر بن یزید قال قال لی ابو جعفر علیہ السلام

یا جابر ان الله اَوَّلُ ما خلق محمدًا صلى الله عليه وآله
 وسلم وعترته الهداة المهتدين فكانوا اشباح
 نوريين يدي الله قلت وما الاشباح قال ظل النور
 ابدان نورانية بلا ارواح وكان مؤيداً بروح
 واحدة وهى روح القدس فيه كان يعبد الله
 وعترته ولذا انك خلقتهم علماء علماء برة
 اصفياء يعبدون الله بالصلوة والصوم والسيود
 والتسبيح والتحميل ويصلون الصلوة ويحججون
 ويصومون۔ (باب مولد النبي ص ۴۱)

ترجمہ :- جابر بن زید جعفی سے روایت ہے کہ مجھ کو امام جعفر
 صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جابر وہ اولین مخلوق جو کہ خداوند
 تعالیٰ نے خلق فرمائی وہ محمد و آل محمد تھے جو کہ ہادی و مہدی ہیں۔
 وہ خداوند تعالیٰ کے سامنے اشباح نور تھے۔ میں نے عرض کی کہ
 ما الاشباح یعنی وہ اشباح کس قسم کی تھیں۔ فرمایا اطلق نور
 یعنی ابدان نورانیہ تھیں، بلا ارواح تھیں اور صرف ایک ہی روح کے
 ساتھ ان کی تائید کی گئی اور وہ روح روح القدس ہے۔ پس
 نور محمد و آل محمد اس روح کے ساتھ عبادت کرتے تھے اور اس لئے
 ان کو علماء و علماء نبیک اور اصفياء پیدا فرمایا گیا۔ وہ خداوند عالم
 کی عبادت صوم و صلوٰۃ و سجود و تسبیح اور تہلیل کرتے تھے اور نماز

پنجگانہ پڑھتے تھے، حج بھی کرتے تھے اور روزہ بھی رکھتے تھے۔
(نوٹ) ان سب قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ نور سے مراد ذوات
قدسیہ ہیں نہ کہ عوالم علمیہ۔

فائدہ

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ محمد و آل محمد اولین مخلوق ہیں۔
خدا کے سامنے اشباح نور تھے اور اشباح سے مراد بلا ارواح
ابدان نورانیہ تھے اور ان ابدان نورانیہ کی تائید روح القدس سے
کی گئی تھی۔ اور یہ مقصر نور سے مراد ارواح لیتا ہے، حالانکہ ارواح
ابھی تک پیدا بھی نہ ہوئی تھیں۔ اور یہ مقصر روح القدس سے مراد فرشتہ
لیتا ہے حالانکہ عالم ملکوت تا حال معرض وجود میں نہ آیا تھا۔
اس حدیث سے نور ہی ہونا اور روح القدس کا ان کی روح ہونا ثابت
ہو گیا کہ اس سے اہل مراد ان کا جوہر نورانی ہے۔

حدیث چہارم

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال سمعته ان
اللہ خلقنا من نور عظمتہ ثم صور خلقنا من
طینۃ مخزونة مکسونة من تحت العرش فاسکن
ذالك النور فیہ فکنا نحن خلقا ویشرا نورانیین

لَمْ يَجْعَلْ لِحَدِّ فِي مِثْلِ الَّذِي خَلَقْنَا مِنْهُ نَصِيبًا
وَخَلَقَ أَرْوَاحَ شَيْعَتِنَا مِنْ طِينَتِنَا وَابْدَانَهُمْ
مِنْ طِينَةٍ مُخْزُونَةٍ اسْفَلَ مِنْ ذَاكَ الطِّينَةِ
وَلَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لِحَدِّ فِي مِثْلِ الَّذِي خَلَقَهُمْ
مِنْهُ نَصِيبًا۔ (صحیح ۳۲) باب خلق ابدان الائمة و
ارواحهم وقلوبهم۔ اصول کافی مطبوعہ تہران۔

ترجمہ :- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ تحقیق اللہ
تبارک و تعالیٰ نے ہم کو اپنی عظمت کے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر
ہماری خلقت کو ایک مخزون و مکنون طینت سے جو کہ تخت العرش تھی
صورت بخشی۔ پس اس نور کو اس میں ٹھہرا دیا۔ پس ہم نورانی مخلوق اور
نورانی بشر ہو گئے۔ پس خداوند عالم نے کسی اور کو ہمارے جیسی
خلقت میں شریک نہیں کیا اور نہ حصہ دیا۔ پس ثابت ہوا کہ ان کی نوع
دوسری نوع ہے کہ کوئی ایک بھی اس خلقت میں شریک نہیں ہے۔ نہ خود
میں نہ صورت میں۔ ————— النساء اللہ العزیز جملہ احادیث نور
کو رسالہ علمیہ میں جمع کر دیں گا۔ ————— اور اس مختصر کے اعتراضات کی
چٹا کھٹیر کہ رکھ دوں گا کہ یہ احادیث معصومین کو چھوڑ کر قیاس شیطانیہ
کی طرف جاتا ہے۔ —————



معقولات

معقولات سے بھی اس مقصّر کا مدعا ثابت نہیں ہوتا بلکہ معصومین کے حق میں تفسیر ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ اس نے آئمہ طاہرین کے متفقہ الحقیقہ و الماہیۃ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ اختلاف نوع ماہیت میں ہے نہ کہ عوارض میں۔

معصومین علیہم السلام کے حق میں الثانی النوع وهو القول علی المتفق الحقیقۃ فی جواب ما هو کل حقیقۃ بالنسبۃ الی حصصہا کہ کلی ثنائی کلیات خمسہ نوع میں سے ہے اور وہ محمول بر متفقہ الحقیقۃ ہے ما هو کے جواب میں، یعنی ہر حقیقت اپنے حصص کی نسبت سے نوع ہے۔ (سلم العلوم ص ۱۷ مطبوعہ دیوبند)

پس اس مقصّر کے خیال خام کی رو سے ابوبکر و ابو جہل و ابوسفیان اور نور اول اور مخلوق اول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عترت طاہرہ ایک حقیقت سے ہیں۔

دوم :- ان الرسالۃ لا تقتنص بالحدّ والحقیقۃ بذکر جنسہا و فصلہا (معارف

القدس ص ۱۷ مطبوعہ مصر) و ذالک ان معرفۃ الاشیاء لا تتوقف علی الظفر مجد و دھا و وجدان

جنسها و فصلها فكم من موجود لا جنس
له، ولا احد ولا رسم و مال جنس و فصل فریما
لا یظفر بجنسه و فصله و اکثر الامور كذلك
فان اعطاء الحدود صعب عسری الازهان -

دوم :- اس حقیقت کا بیان کہ رسالت و نبوت محدود حقیقت

میں اس کے جنس و فصل کے ذکر سے حاصل نہیں ہوتی -

اور یہ اس لئے ہے کہ معرفت اشیاء محدود و منطقیہ کے
پانے پر موقوف نہیں ہے اور جنس و فصل کے پانے پر بھی نہیں - یہ
بات عام ہے کہ ان کا جنس و فصل معلوم نہیں ہے اور اکثر امور کا
حال ایسا ہی ہے کہ ہر چیز کو اعطائے حدود اذعان پر بہت زیادہ
صعب ، دشوار اور مشکل ہے -

فائدہ :- بس نبوت کی جنس و فصل پر اس مقصر کا اعتراض
محققین کی تحقیق کے خلاف ہے جس طرح عام اشیاء کو حدود دینا
مشکل ہے - پس نبوت کی تعریف کیسے ممکن ہے جبکہ یہ اسرار غیبی
میں سے ہے -

سوم :- واذ كانت الرسالة مرتبة فوق
مرتبة الانسانية كما كانت الانسانية مرتبة
فوق مرتبة الحيوانية لم يتوقف اتباع الرسول
على معرفة الرسالة كما لم يتوقف استسار

الحیوان علی معرفۃ الانسانیۃ بل الإنسان لو اراد
تعریف الحيوان خواص إلا انسانیۃ کان ذالک سفها
منه و تکلیف مالا یطاق (معارج القدس ص ۸)

ترجمہ :- جب رسالت ایک ایسا مرتبہ ہے جو کہ مرتبہ انسانیّت
سے بلند ہے جیسا کہ مرتبہ انسانیّت مرتبہ حیوانیت سے بلند ہے تو
اتباع رسول معرفت رسالت میں موقوف نہ ہوگی۔ جیسا کہ استنخار معرفت
انسانیت سے عارف و شناسا کے لیے تشریح انسان کی بیوقوفی شمار کی جائیگی
اور تکلیف مالا یطاق ہوگی۔ اسی طرح اگر رسول یہ چاہے کہ
انسان کو خواص رسالت کی معرفت اور آگاہی بخشے تو یہ بھی تکلیف
مالا یطاق ہوگی۔

پس اس پر مطالبہ متوجہ نہیں ہوتا اور اس کا جواب لازم نہیں
ہے۔ (معارج القدس ص ۱۰ مطبوعہ مصر)

فائدہ :- پس مقصرین کا جنس و فصل کے اعتبار سے رسالت
کی تعریف کا مطالبہ غیر معقول و نامعلوم ہے۔ نوریوں اور خاکوں کے
درمیان کیا نسبت ہے ؟

چم نسبت خاک را بعالم پاک
فہم انسانی کو معراج آسمانی سے کیا کام۔ منزلت قاب قوسین
اور مقام او ادنیٰ کہ مقام نبوت ہے۔ اس کے ادراک سے
فہم انسانی قاصر و خاص ہے۔

رد اعتراضات مقصر



اگرچہ رسالہ تحفہ علمی میں معقولات کی رو سے ہم نے اس مقصر کی رد میں ہر باب میں گفتگو کی ہے۔ مگر کچھ نہ کچھ ابھی لکھنا ہوں تاکہ اس رسالہ کا فارسی ہم تن محروم و تشنہ نہ رہے۔ لہذا مقصرین کا ارادہ یہ ہے کہ آئمہ ظاہرین کو نوع انسانی میں داخل کر کے جنس حیوانات میں سے شمار کیا جائے۔ معاذ اللہ! حالانکہ نوع کو جنس بعید میں یاد کرنا تو بہین ہوتا ہے۔ جیسا کہ کسی انسان کو حیوان یا خاک سے یاد کیا جائے۔ فصل ناطق کو حید اور علیحدہ کر کے حیوانوں میں یاد کرنا یہ بھی تو بہین ہے۔ انبیاء و آئمہ ظاہرین تو نوع مفرہ میں اور ارادہ ازلی سے معصوم و مطہر ہیں۔

کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیراً۔

یعنی ازل میں ان سے رجس کو دور کر دیا گیا ہے اور آپ نور و طہور سے ان کا خمیر کیا گیا ہے۔ لہذا ان کو نوع سے شمار کرنا ان کو خمیر سے دور کرنا ہے جو کہ فصل متمیز ہے اور وہ نور اور روح القدس ہے بلکہ اس سے انقلاب باہت لازم آتا ہے۔

اولاً:- جملہ ظاہریین و فشریین حقیقت سے بے بہرہ ہیں اور مسائل شست و شویں اپنی عمروں کو گزارتے ہیں اور روحانیت سے ان کو کوئی سروکار اور علاقہ نہیں ہے۔

ان کا غایت المرام خمس خواری اور سرداری ہوتا ہے۔ حالانکہ صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسالت نبی نے فرمایا:-
عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا رأیتم الرجل کثیر
الصلوة وکثیر الصیام فلا تباہوا بہ حتی تنظروا
کیف عقلہ۔ (صحیح ۲ اصول کافی حدیث ۲۸)

کہ جب تم کسی ایسے مرد کو دیکھو کہ نماز و روزہ بہت زیادہ کرتا ہو تو اس پر فخر و مباہات نہ کرنا جب تک کہ تم اس کی عقل و فکر کا تجزیہ نہ کرو کہ کس قسم کی ہے اور کتنی ہے؟ ————— یعنی بے عقل و بے معرفت نہ ہو۔

یہ مقصرین مومنین کو عقل و معرفت سے دور کر کے اصول میں بھی دعوتِ تقلید دیتے ہیں۔ ————— یہ مقصر نہ نوع جانتا ہے اور نہ اس کی تعریف، انبیاء و ائمہ ظاہریین کو نوعِ انسانی میں داخل کرتا ہے حالانکہ حقیقتِ نطق سے بے بہرہ ہے۔ وحی و الہام کی معرفت کی استعداد کہاں؟ لہذا استعدادِ وحی کو ذاتیاتِ انبیاء علیہم السلام سے شمار کیا ہے۔

الحاصل :- ثورِ اوّل ، قلمِ اوّل ، عقلِ اوّل کہ پنج اظہار ت

مختلفہ حدیث میں آیا ہے اس کا مصداق یہ ہے ————— (معارفِ عقلیہ ص ۲۸ مطبوعہ مصر مکتبہ ابی حامد غزالی)۔

اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ لَمَّا ارَادَ اَظْهَارَ حَبِירוْهُ
بِالْاِرَادَةِ الَّتِي تَلِيْقُ بِذَاتِهِ ، اَبْدَعَ جَوْهَرًا
رُوحَانِيًّا بِسِطَامِهَا كَمَا كَامَلًا مَكْمَلًا ، وَصَفَاةً
وَجَلَالَةً كَالْمُرَآةِ ثُمَّ قَابِلُهُ بِنُورِ جَلَالِهِ وَجَمَالِهِ
فَتَصَوَّرَتِ الْهَيْئَةُ الْبَارِيَّ جَل جَلَالِهِ فِي مَا هِيَ
جَوْهَرِيَّةٌ وَعَقْلٌ رَبُّوِيَّةٌ مَبْدَعُهُ ، فَعَرَفَ
عِبُوْدِيَّةَ ذَاتِهِ فَصَارَ ذَاكَ الْجَوْهَرُ الْمَبْدَعُ
الْاَوَّلُ عَقْلًا بِصِفَاءِ ذَاتِهِ عَاقِلًا بِاَدْرَاكِ
رَبُّوِيَّةِ بَارِيٍّ ، مَعْقُولًا بِاِحَاطَةِ الْعِبُوْدِيَّةِ
حَوْلَهُ ، فَعَرَفَ رَبَّهُ وَاطَاعَ اَمْرَهُ وَاسْتَوَلٰى
عَلٰى مَطْوِيَّاتِ الْقَدَرِ وَخَفِيَّاتِ الْقَضَاءِ بِكَلِمَةٍ
الْبَارِي تَعَالٰى وَاقْبَلَ عَلَيْهِ بِالِاسْتِفَادَةِ وَادْبَرَ
عَنْهُ بِالْاِفَادَةِ كَمَا رَوٰى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ -

ترجمہ :- بتحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب اپنے جبروت
کے اظہار کا ارادہ کیا ، وہ ارادہ کہ صرف اسی کی ذات کے لائق ہے

تو اُس نے ایک جوہر روحانی بسیط ، مدرک کامل کمتل کو پیدا کیا ، کہ اس کی جلاء و صفاء آئینہ کی مثل تھی اور پس اس کو اپنا جلال و جمال بنایا اس کے جوہر کی ماہیت میں باری تعالیٰ کے جلال و جمال کا جلوہ کیا۔ پس وہ جوہر جو کہ مبدع اول ہے اپنی صفات کے سبب سے عقل ہو گیا اور بسبب ادراک ربوبیت باری تعالیٰ خود عاقل ہو گیا اور اپنے گمراہ کی عبودیت کے احاطہ کے سبب سے معقول ہو گیا۔ پس خود کو شتاخت کیا اور اطاعت و ارادگی اور مخفیات قضا اور مطویات قدر پر حکم باری تعالیٰ غالب ہو گیا۔ پس استفادہ کے لئے باری تعالیٰ کی جانب پیش ہوا یعنی متوجہ ہوا۔ اور مخلوق کے افادہ کے لئے اس سے پھر واپس آ گیا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے :-

اول ما خلق الله العقل فقال له اقبل فاقبل
ثم قال فادبر فادبر۔ کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا آگے آگے
پس آگے آگیا ، پھر فرمایا واپس جاؤ اور واپس چلا گیا۔ پس خلق
اول المبدعات ہے اور نفس اول المخلوقات ہے کہ رُوح ، نفس اور
عقل پیدا ہوا۔ اول المولدات یعنی عقل ، نفس ، ہیولی کم سے کم جمع
تین میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اللہ لا الہ الا هو
اور ملائکہ اول العلم اس پر شہادت دیتے ہیں پس کلمہ سے دس مراتب
شمار ہوتے ہیں کہ اس کا آخری مرتبہ انسان ہے۔
پہلا مرتبہ کلمہ ہے دوسرا عقل اور تیسرا نفس ، چوتھا

ہیولی، پانچواں طبیعت، چھٹا جسم، ساتواں افلاک، آٹھواں ارکان
نواں مولدات اور دسواں انسان چونکہ عدد ایک سے شروع ہو کر
دس پر ختم ہو جاتے ہیں۔

اس اول کا آخر یعنی عقل کل دسویں پر جو کہ انسان ہے زائد
اور ختم کر دی گئی۔ یعنی اگر انسان جنس قرار دیا گیا ہے
تو عقل اول کہ نور ہے، مخلوق ہے اور جوہر انسانی ہے فصل قرار دیا
جائے اور اسی طرح خاتم النبیین کی نبوت کی نبوت کی معرفت حاصل ہوتی
ہے کہ علیحدہ نوع ہے۔

مکذبات عشرہ کی یہ تحقیق غزالی کی ہے حدیث عقل اول پر،
اور ہمارے مشائخ کثر اللہ مثلاً ہم نے اس سے ہزار درجہ مفصل مکمل اور
مبہین لکھا ہے جیسا کہ ”شرح زیارت جامعہ“، ”أحقاق الحق“ اور
دیگر رسائل و کتب سے ظاہر ہوتا ہے۔ انشاء اللہ العزیز میں رسالہ تحقیقیہ
علمیہ میں تکمیل و تفصیل کے ساتھ لکھوں گا، انشاء اللہ میرت حضرت
حجتہ عجل اللہ فرجہ۔



دوم: جناب شیخ الاسلام حضرت سرور اہل بیت

در مسئلہ تفویض

چنانچہ یہ مقصد لکھا ہے کہ شیخہ کے نزدیک تفویض ثابت ہے۔
شیخ احمد احسانی اور اس کے اتباع نے جابجا تفویض کو ثابت کیا
ہے کہ تفویض ممنوع اس تفویض استقلال کی کم ادلیاء کو مراد لیا ہے جس
سے خدا کا معطل محض ہونا لازم آتا۔

چنانچہ شیخ موصوف نے شرح زیارت جامعہ کے ص ۲۹۳ سے
ص ۲۹۹ تک اس مقصد کو ثابت کیا ہے۔

الجواب

یہ مقصد منع تفویض کی بناء پر آئمہ طاہرین کے فیوضات سے انکار
کرنا چاہتا ہے بلکہ ان عطیات و انعامات کا بھی منکر ہونا چاہتا ہے
جو رب جلیل کی جانب سے آئمہ اطہار کو عطا ہوتے ہیں۔ چنانچہ
اس نے نا و علی کو بے سند کہا اور امیر المومنین علیہ السلام کی امداد
غیبیہ و اعجازیہ کا انکار کیا اور امداد ظاہری کے ساتھ محمول کیا۔
اس قسم کی تفویض ممنوع کا کوئی بھی قائل نہیں ہے اور تحقیقات

باطنیہ میں جناب شیخ الاوحد قدس سرہ کا مقام بہت بلند ہے۔ چنانچہ جناب شیخ الاوحد قدس سرہ فرماتے ہیں :-

فَلَمَّا ثَبَّتَ اَنَّهُ لَا يَكُونُ شَيْءٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ
قُدْرَةِ وَ قَضَائِهِ وَ تَدْرِجِ عَلَيْهِمْ عَلَيْهِمُ صَلَوةُ
اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِينَ اَوْلِيَاءِ اَمْرٍ وَ قُدْرَةِ وَ
قَضَائِهِ فَهُمْ بِاَمْرِهِ يَعْمَلُونَ الخ (شرح
زیارت جامعہ ص ۳۷۴)۔

کہ جب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ کوئی چیز بغیر اذنِ خدا کے
اس کی قضا و قدر میں نہیں ہوتی تو آئمہ اطہار علیہم السلام قضا و قدر
میں خدا کے اولیاء ہیں۔ پس وہ خدا کے امر سے تکوین و تشریح میں
عمل کرتے ہیں اور یہ جناب شیخ قدس سرہ کا قول ہے اور یہ مقصر شاید
آئمہ طاہرین کو اولیاء امر شمار نہیں کرتا کہ یہ بات کتاب و سنت سے مجمع
علیہ ہے۔ اور جناب شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں :-

فَاَنَّا لَا نَرِيْدُ بِذٰلِكَ اَنَّهُمْ فَاعِلُوْنَ اَوْ
خَالِقُوْنَ اَوْ رَازِقُوْنَ بَلْ نَقُوْلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ هُوَ
الْخَالِقُ وَالرَّازِقُ وَهُوَ الْفَاعِلُ لِمَا يَشَاءُ
وَحْدَهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ (۳۷۴ شرح زیارت جامعہ)۔

یعنی آئمہ اطہار علیہم السلام کے اولیاء امر ہونے سے ہماری
مراد یہ نہیں ہے کہ وہ خود فاعل و خالق و رازق ہیں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں

کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ خود خالق و رازق ہے اور ہر اس چیز کے لئے
 فاعل حقیقی ہے کہ جس کو وہ چاہتا ہے۔ ائمہ اطہار و سیلہ میں جیسا کہ میکائیل
 رزق میں اور ملک الموت وفات دینے میں ہے۔ ————— قل یتوفکم
 ملک الموت الذی وکل بحکم (پ۔ سورہ سجدہ)۔

نہرِ حمیمہ: کہہ دو کہ تمہاری موت کے لئے ایک فرشتہ کو مقرر
 کیا گیا ہے۔ —————

شاید اس مقتدر نے آئمہ طاہرین کے وسیلہ ہونے سے بھی
 انکار کر دیا ہو۔ حالانکہ ہر جبکہ ان کو وسیلہ واسطہ کہہ کر فریب دیتا
 ہے اور پھر بھی وہاں بیت سے باز نہیں آتا۔ ————— باقی علماء کرام نے
 غلو و تقصیر کی جو تعریفات فرمائی ہیں وہ مسلم ہیں، اور جناب شیخ الاوحد
 کی ذات سے مسائل اور معارف باطنیہ میں جو انشراح ہوا ہے وہ
 بلند و بالا ہے اور اعلام کرام نے اس کا اقرار فرمایا ہے اور حقائق و
 معارف اور علوم میں جناب شیخ کا نظریہ بہت بلند ہے۔ اگرچہ ہر کوئی
 اپنے مقام معرفت میں محدود ہے۔ یعنی اگر شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے
 کلام شیخ صدوق علیہ الرحمۃ پر تنقید فرمائی ہے تو یہ ان کا مقام ہے
 ”لِکُلِّ فَنٍّ حَالٌ“۔ جناب شیخ کا رتبہ مسائل اور حقائق باطنیہ
 میں بہت بلند و بالا ہے۔ ————— علماء کرام مسائل خمس و زکوٰۃ
 میں اکثر مشغول و مصروف رہے ہیں اور انہوں نے فضائل باطنیہ
 میں کم توجہ فرمائی ہے اور اسی طرح آقائے حجتہ الاسلام علامۃ الکبیر

الحاج میرزا موسیٰ الاسکوئی الحائری قدس سرہ نے مقالۃ العاشرہ
فصل الثانی احقاق الحق میں تحقیق عینی فرمائی ہے کہ اہل افراط جو کہ آئمہ
طاہرین کے حق میں غلو کرتے ہیں اور امور میں بطریق استقلال تفویض
کے قائل نہ ہوتے ہیں وہ غلط ہے اور بعض اہل تفریط متقصرین ہیں کہ اکثر
فضائل و معاجز کا انکار کر گئے ہیں اور آئمہ طاہرین کی اس بلند و بالا مرتبہ
کی کہ خداوند لا یزال نے جس کی ان پر آرزائی فرمائی ہوئی ہے ، اس کی
تتقیص و تقصیر کر دی ہے ، اور اپنے نفس کے مطابق قیاس کر لیا
وہ بھی غلط ہے

بقول عارف رومی

کارِ پاکاں را قیاس از خود میگیر (۱) گر چه ماند در توشتن شیر و شیر
جملہ عالم زین سبب گمراہ شد (۲) کم کسی را بدال حق آگاہ شد
اشتیاء را دیدہ بینا نہ بود (۳) نیک و بد در دیدہ شان یکساں بود
ہمسری با انبیاء ہر دو اشتند (۴) اولیاء را بچو خود پیدا شدند
گفتہ انیک ما بشر ایثاں بشر (۵) ما و ایثاں بستہ خواہیم و خود
این ندانستند ایثاں از عینی (۶) بہت فرقہ در میان بے منتہا
ہر دو گوں ز نور خورند از محل (۷) لیک شد زان نیش و زان دیگر غسل
ہر دو گوں آہو گیاہ خورند و آب (۸) زین یکی سرگین شد و زان مشکاب
ہر دو فی نور وند از یک آ بخور (۹) آل یکی خالی و آل پُر از شکر

صد ہزار این چنینی اشباہ ہیں ۱۱۰ فرق شاں ہفتا و سالہ راہ ہیں
 این خورد گرد و پلیدی زو جدا ۱۱۱ والی خورد گرد ہمہ فہ خدا
 این خورد زاید ہمہ نخل و حسد ۱۱۲ والی خورد زاید ہمہ فہ خدا
 این زین پاک و آل شور است و بد ۱۱۳ این فرشتہ پاک و آل دیست و دود
 ہر دو صورت گدہ ہم مانند رواست ۱۱۴ آب تلخ و آب شیریں راصفاست
 جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد بیاب ۱۱۵ او شناسد آب خوش از شورہ آب
 ۱۱۶ جز کہ صاحب ذوق نشناسد طعم

شہد را ناخوردہ کی داند ز موم

(شوی مولانا روم دقیر اول ص ۱۱)

ترجمہ

- ① پاک لوگوں کو اپنے آپ پر قیاس نہ کر۔ اگرچہ لکھتے ہیں
 شیر اور شیر کا فرق ہی کیوں نہ ہو۔
- ② اس غلط قیاس کے سبب تمام جہاں گمراہ ہو گیا اور شاف و ناد رہی
 کوئی شخص اللہ کے ابدال سے واقف ہو۔
- ③ یہ بد بخت لوگ حق بین آنکھوں سے محروم تھے (اس لئے) ان کی
 نظریں نیک و بد یکساں دکھائی دیا۔
- ④ اپنے قیاس سے کبھی انہوں نے انبیاء کی برابری کا دعویٰ کیا تو کبھی
 اولیاء کو اپنے برابر سمجھ لیا۔
- ⑤ کہہ دیا ہم بھی بشر یہ بھی بشر۔ ہم دونوں سونے اور کھانے

کے پابند ہیں۔

۶) مگر انہوں نے اپنی کور باطنی سے یہ نہ سمجھا کہ دونوں تیبے انتہا

فرق ہے۔

۷) ہر دورنگ کی زنبوروں (بھڑاوشہد کی مکھی) نے (بچوں

اور شکوفوں کا) رس ایک ہی جگہ سے چوسا مگر اس شہد اور دوسری ڈنگ پیہ

۸) دونوں قسموں کے ہرنوں نے گھاس چری اور ایک ہی گھاٹ سے

پانی پیا۔ اس سے ایک تو مینگیاں بن گئیں اور دوسری سے خالص کستوری

۹) دونوں قسموں کے نئی ایک ہی جگہ سے سیراب ہوئے لیکن ایک کھوکھلا اور

دوسرا شکم سے پُر ہے۔

۱۰) ایسی ہی لاکھوں نظیریں دیکھو گے اور ان میں ستر برس کی راہ کا

فرق پاؤ گے۔

۱۱) یہ غذا کھاتا ہے تو اس سے نجاست نکلتی ہے اور وہ جو کھاتا ہے تو سب کا

سب نور خدا بن جاتا ہے (یعنی معرفت اور عشق حقیقی)۔

۱۲) یہ کھاتا ہے تو سرا سر بچل و خند پیدا ہوتا ہے اور وہ کھاتا ہے

تو نور خدا پیدا ہوتا ہے۔

۱۳) یہ زمین پاک اور وہ شور اور خراب ہے۔ یہ پاک فرشتہ اور

وہ شیطان و زندہ ہے۔

۱۴) اگر (سعید و شقی) دونوں کی صورتیں ملتی جلتی ہیں تو یہ ممکن ہے (چنانچہ)

تلخ اور شیریں پانی دونوں میں صفائی موجود ہے۔

○ صاحبِ ذوق کے سوا کون پہچان سکتا ہے۔ کیونکہ وہی خوشگوار پانی اور شور میں فرق کر سکتا ہے۔

○ صاحبِ ذوق کے سوا کون ذاتوں کو پہچان سکتا ہے جس شخص نے شہد نہ کھایا ہو وہ اس میں اور موم میں کیا فرق کر سکتا ہے۔

(ترجمہ شہنوی مولانا روم)



قسم سوم



متوسطین

تیسری قسم متوسطین کی ہے کہ نمطِ اوسط اور جادۂ وسطیٰ پر قائم ہیں اور یہی تیسری قسم ہم الناجون والمحققون الثابتون علی النہج القویم والصراط المستقیم۔ یعنی تیسری قسم کے لوگ کہ نمطِ اوسط پر چلنے والے ہیں وہی نجات پانے والے محبت، صراطِ مستقیم اور نہجِ قدیم پر ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم آلِ محمد نمطِ اوسط ہیں غالی ہمارا اور اک نہیں رکھتے اور قالی و مقصر ہمارے برتری تسلیم نہیں کرتے۔

مگر یہ مقصرین جب تک کہ اظہار کو اپنی نوع میں شمار نہ کریں اور ان کی خلعتِ نور یہ کا انکار نہ کریں ان کا نماز، روزہ ہی قبول نہیں ہوتا۔ حالانکہ فضائل کو چھوڑ کر اور انکار کر کے اعمالِ ظاہرہ پر جو بھی زور دیتے ہیں وہ سب باطل ہیں۔ کما قال المعصوم علیہ السلام والمقصر فی حقکم زاحق۔ کہ اے اہلبیت رسول آپ کے حق میں جو بھی تقصیر کریگا اس کے عمل باطل ہو جائیں گے۔

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا والمقصر فی الناس ہوی۔
 ص ۲۶۱ - ۲۶۲ منہج البلاغہ ————— کہ مقصر کہ اعتقاد و عمل میں تقصیر اور کوتاہی کرتا ہے وہ آتشِ جہنم میں پڑا ہوا ہے۔

در باب تفویض

تفویض کے بارے میں ان لوگوں نے ہزار مکر و فریب کئے ہیں مگر ہمارے مشائخ نے آلِ محمد کو اولیاء اللہ، سببِ اعظم، صرف محلِ مشیتہ اللہ ہی شمار کیا ہے۔ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ اور یہ کتاب و سنت سے بھی ثابت ہے۔ وافوض امری الی اللہ۔ پکا۔ سورہ مومن قال فی الفقیہہ وقد فوض اللہ عزوجل الی نبیہ امر دینیہ ولم یفوض الیہ تعدی حدودہ وقولہ علیہ السلام ان اللہ فوض الی المؤمن امورہ کلہا لا جبر ولا تفویض ولکن امر بین امرین (شرع

زیارت جامعہ ص ۳۷)۔

مرآة الانوار میں بیان الغلو والتقصیر بالنسبة الى الائمتہ علیہم السلام میں ص ۷ پر بہت تفصیل فرمائی گئی ہے اور بہت خوب ہے ، وہ مقالہ دیکھنے اور پڑھنے کے قابل ہے۔

خلاصہ عبارت مرآة الانوار

یہ فقہ تقصیر شیعان حیدر کراہ میں مخالفین سے صحبت اور معاشرہ کی وجہ سے آیا ہے اور اکثر منسوب الی التشیع وہ تھے جن پر حب و نیا اور ریا غالب تھی اور معارف امامت ان پر منکشف نہ ہوتے تھے۔ مگر بہت قلیل لوگ ایسے تھے جو آئمہ طاہرین کے دقائق علائق کی اطلاع اور معرفت رکھتے تھے اور آئمہ طاہرین کے احوال کے حقائق کو پہچانتے تھے۔

یہ سب معرفت کا قصور تھا اور اس نقص نے اپنی کتاب اصول الشیعہ کے باب سوم میں جناب شیخ الاوحد قدس سترہ اور ہمارے مشائخ کرام کے حق میں خرافات و ہفوات لکھی ہیں۔ الشاہد اللہ کتاب رسالہ علمیہ میں اس کا ترکی بہ ترکی جواب لکھوں گا اور اس کے مذموم عزائم اور تار مکائد کو توڑ دوں گا۔

مسئلہ سوم بحث مظاہر اسماء

عقیدہ سوم میں بحث مظاہر اسماء کو شیخ کے عقائد فاسدہ میں سے شمار

کیا ہے — چنانچہ وہ مقصر قسطنطنیہ ہے۔

”کہ مظاہر اسماء والی بحث کو فرقہ شیخیہ نے زیادہ اہمیت دی ہے“

چنانچہ شیخ احمد احسائی شرح زیارت ۳۸۴ بہ آیت مبارکہ قلہ الاسماء
الحسنیٰ فادعوا بہا کے تحت لکھتے ہیں۔ فنقول یا کریم
یا جواد یا غفور و ہکذا الی سائر اسمائہ و ہی ہم
علیہم السلام۔۔۔۔۔ الخ اور اسی کتاب کے ص ۲۹ پر لکھتے ہیں
ہے لکھا ہے و اما ہذا السرف قد قلنا اولاً انہ کو نہم
معانیہ سبحانہ امی معافی اسمائہ و افعالہ کما تقدم
و کو نہم ابوابہ الّتی منها یوتی و منها یمنع و
یعطى و یفقر و یغنی و یضحک و یبکی و یسبط
و یمیت و یحییٰ و یمرو و ینضی الی غیر ذالک من
أفعالیہ۔۔۔۔۔ الخ

کہ شیخ احمد احسائی کے لائق شاگرد سید کاظم رشتی اپنی کتاب
شرح العقیدہ لامہ پر ظاہر و منہر کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-
ولما كانت الولاية لا بد لها من مظهر حاصل وجب
ان يكون حاملها و مظهرها اشرف المخلوقات
و الموجودات۔۔۔۔۔ الخ

بچونکہ ولایت کے لئے ایک حامل اور مظهر کا ہونا لازمی ہے تو
واجب ہے اس ولایت کا حامل اور مظهر اشرف المخلوقات ہو۔ اسی طرح
کریم خان اپنی کتاب فطرت سلیمہ کے ص ۲۵۳ پر لکھتے ہیں۔ ولما

كان هو صلى الله عليه وآله وسلم مظهر اسم الله
الحق وبه حيوة كل حي وهو عقل الكل المدبر
لجميع ما سواه

کہ جناب شیخ احمد احسائی کے لائق فائق شاگرد و سید کاظم رشتی
شرح قصیدہ میں ص ۵۸ پر تحریر کرتے ہیں کہ جب ولایت کبریٰ کے لئے
مظہر ضروری ہے تو چاہیے کہ وہ مظہر حائل ولایت کبریٰ اشرف المخلوقات
والموجودات ہو۔ اور اسی طرح کریم خان نے اپنی کتاب "فطرت سلیمہ"
ص ۲۵۳ پر رقم کیا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ ہمارے مشائخ قدس اسرارہم آئمہ طاہرین اور
امیر المومنین علیہ السلام کو ولی اور اپنا وسیلہ جانتے ہیں نہ کہ باری تعالیٰ
عز اسمہ کا شریک۔

تحقیق اعلم العلماء واعرف العرفاء

مولانا میرزا حسن الحائری الاحقافی مدظلہ



چنانچہ ہمارے مشائخ نور اللہ مراقدم و قدس اللہ اسرارہم کی
تحقیقات کا خلاصہ وہ ہے کہ عارف باللہ آیتہ اللہ من آیات
اللہ العامل اکامل الواصل مجموعۃ المعارف والمسائل
المرجع الدینی حضرت آیتہ اللہ العلماہ سماحتہ الحاج میرزا حسن الحائری

الاحقاقی اپنے عملیہ احکام الشیعہؑ کو مطبوعہ مکتبہ امام جعفر الصادق
علیہ السلام پر ثبت فرمایا ہے۔ لانا لست شمس معالیہم۔

توحید الافعال



یحجب الاعتقاد بأن الخلق والرزق والاحیاء
والاماتة وغيرها من الافعال الکوئیة والامکانیة
التي تسمى بالصفات الفعلیة كلها مختصة الله تبارک
وتعالی لا تكون الا بامرہ ومشیة یفعل ما یشاء
ویمحکم ما یرید هو الله الخالق البارئ المصور۔
(سورة حشر آیت ۳۲) هو الرزاق ذو القوة المتین۔
(سورة الذاریات آیت ۵۵) ربی الذی یمحی ویثبت۔

فلا یشارک فیہا أحد۔ فالارض والسماء والعناصر
والفصول والاباء والامهات وحلة العرش وغيرهم
وغیرها من دون استثناء وسائل وأسباب کما
قال الامام الرضاؑ (أبی الله) أن یمحی الامور لا
بأسبابها فقد اقتضت حکمة جلّ وعلا ان
یمحی بعضاً من مخلوقاته سبباً للخلق او وسیلة
للرزق او علّة للاحیاء والاماتة کما أن حلة

العرش وسائل لافعال الاربعة التي بها تقوم
 الوجود فميكائيل للرزق واسرافيل للحياة و
 عزرائيل للموت وجبرائيل للمخلق وهم يستمدون
 الفيض من الملائكة العالين الذين يحملون
 العرش فوقهم - وهم العقل الكلّي والروح
 الكلية والنفس الكلية والطبيعة الكلية فحملة
 العرش ثمانية كما هي صريح الآية الشريفة
 (ويحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية - سورة
 الحاقة - آيت ٢١) -

وما ظهر من بعض الانبياء والاولياء من
 المعاجز والكرامات كخلق الخفاش و احياء
 السوقي من المسبّح وأمثالها من المعصومين
 صلواة الله عليهم اجمعين

اما لا ثبات مقاماتهم الزعمية من النبوة
 والامامة واما أنهم من جملة الوسائل
 الوجودية والا سباب الكونية بأمور من الجليل
 جلّ وعلا وهذا لا ينافي التوحيد فالاسباب
 العالوية والوسائل المتعالية كالا سباب العادية
 والمسببات كلها خلقه وعبيده ليس لهم استقلال

ولا طرفه عين ابدًا رعباً مكرمون لا يسبقونه
بالقول وهم بأمره يعملون)۔ الانبیاء۔ آیت ۷۷

ترجمہ :- توحید افعال یعنی خلق، رزق، موت، حیات سب

اللہ کے ساتھ خاص ہیں جو ان کے اذن امر اور مشیت کے بغیر نہیں
ہو سکتے۔ اس میں اللہ کا کوئی شریک نہیں نہ بطور استقلال نہ بطور شریک

اور نہ بطور تفویض۔ زمین و آسمان عناصر اربعہ موسم فصول ماں باپ،

حاملانِ عرش وغیرہ سب اسباب و وسائل ہیں۔ حسب فرمانِ امارضا

علیہ السلام حکمتِ الہی کا تقاضا ہی یہی ہے کہ ہر چیز کو اسباب کے ذریعے

پیدا کیا جائے۔ لہذا خدا نے عز و جل نے مخلوقات میں سے بعض کو بعض

کے لئے پیدا کر رکھا رزق مارنے اور جملانے کا سبب بنایا ہے، جیسے

افعال اربعہ کا قوام وجود و حاملانِ عرش کے وسیلے سے ہے۔ چنانچہ

میکائیل رزق کے لئے، اسرافیل حیات کے لئے، عزرائیل موت کے

لئے اور جبرئیل خلق کے لئے وسیلہ اور سبب ہیں جو ملائکہ عالمین (جو ان کے

اوپر عرش اُٹھائے ہوئے ہیں) سے فیض حاصل کرتے ہیں جو عقل کلّی و نفس کلّی

نفس کلّی اور طبیعت کلّی بھی کہلاتے ہیں حاملانِ عرش حسب نص قرآن

اُٹھتے ہیں۔ جیسا کہ خالق کا ارشاد ہے کہ عرش کو اُٹھ فرشتے اُٹھائے ہوئے

ہیں۔ اسی طرح کوئی فرشتہ نبی اور ولی بعنوان اہباء اور امانت و تقسیم

رزق، جیسے عیسیٰ کا چمکا ڈر کو خلق کرنا، مردوں کو زندہ کرنا ہے وغیرہ

خارق عادات افعال مقام نبوت و امانت کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے

بِإِذْنِ اللَّهِ بِجَالِئِينَ تَوْمَنَاتِي تَوْجِيدِ نَهْنِ - كِيُونَكْمِ يَ اسْبَابِ وَ مَسْتَبَاتِ عَالِي
و متعالی سب کے سب ان کے مخلوق اور بندے ہیں ان کو لمحہ بھر استقلال
حاصل نہیں۔ یہ اللہ کے مکرم بندے لمحہ بھر قول میں سبقت نہیں کرتے بلکہ
اس کے امر پر عمل کرتے ہیں۔ (اعتقاد یہ احقاقی ص ۱)۔

الغرض

جناب شیخ الاوحد اور ہمارے مشائخ قدس اللہ اسرارہم نے
تفصیض ممنوع و مشروع میں ہر چیز لکھ دی ہے اور بال برابر کوئی مسئلہ نہیں
چھوڑا ہے۔ انشاء اللہ شرح زیارت جامعہ سے شیخ کے مقامات لکھوں گا۔
اور فی الوقت یہی کچھ کہنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ خالق اور رازق وہ اللہ کی ذات
ہے لیکن علی تقسیم کرنے والا ہے۔ رازق ہونا الگ بات ہے اور قاسم
ہونا چیز دیگر ہے۔ اللہ معطی و انا قاسم حدیث مشہور و
متفق علیہ ہے۔ اور خداوند لا یزال نے اپنی کتاب قرآن المجید و فرقان المجید

میں امیر المؤمنین کیلئے دو مثالیں بیان فرمائی ہیں —————

اول۔ ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوگاً لا یقدرا علی
شیءٍ و من رزقناہ منّا رزقاً حسناً فهو ینفق منه سرّاً
و جہراً هل یستوون الحمد للہ بل اکثرہم لا
یعلمون۔

مثلاً بیان کی خدائے بندہ سلوک کی کہ کسی چیز پر قادر نہیں ہے

اور جو ہم نے رزق دیا اس کو تو وہ اس سے نہاں اور آشکار طور پر خرچ کرتا ہے، کیا وہ یکساں ہیں۔ سب تعریف خدا کے لئے ہے بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔

یہ امیر المومنین کی مثال ہے تقسیم رزق میں کہ علیؑ وہ عظیم مملوک نہیں ہے کسی چیز پر قدرت و توانائی نہیں رکھتا بلکہ وہ مصداق ”من رزقناہ مئاد رزقا حسنا“ ہے۔ پس ہو بیفق منہ سزا و جہرا۔ اور یہ اتفاق سزا و جہرا تقسیم رزق ہے مگر یہ بھی خداوند ہماں کی عطا ہے۔ اہذا الحمد للہ! جملہ ستائش ظاہری و باطنی خدا کے لئے ہے بل اکثرہم لا یعلمون بلکہ اکثر مقصران و مسکران نہیں جانتے ہیں۔

مثال دوم:- و ضرب اللہ مثلاً رجلین احداہما ابکم لا یقدر علی شئ و هو کل علی مولاہ ایما یوجہہ لایات یخیرہل لیسوی ہو و من یا مر بالعدل و هو علی صراط مستقیم۔

بیان کی اللہ نے ایک مثل دو مردوں کی کہ ان میں سے ایک گونگا ہے اور کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا، اور وہ اپنے آقا کے اوپر ایک بوجھ ہے۔ اس کا آقا اس کو جس طرف متوجہ کرتا ہے اور بھیجتا ہے تو وہ خبر نہیں لاتا۔ آیا برابر ہے وہ شخص اور وہ جو کہ عدل کے ساتھ امر کرتا ہے اور وہ صراط مستقیم پر ہے۔

تفسیر قمری چاپ قدیم ص ۳۶۳، تفسیر صافی چاپ قدیم ص ۲۵۱، تفسیر
برہان چاپ نور سورہ نحل ص ۳۴۴ - الجزء الرابع عشر صاف لکھا
ہوا ہے کہ من یا مر بالعدل قال علی ابن ابی طالب —
معلوم ہوا کہ مثال اول و دوم میں مراد علی علیہ السلام ہے —
لا یقدر علی شیء و من رزقنا رزقاً حسناً یموت من دخل کا
کنایہ ہے کہ علیؑ خدا کا ولی ہے یعنی کار ساز و مددگار۔
بقول جب آمی مرحوم :-

زمین ، آسماں عرش و کرسی بحکمش
علی داں علی کل شیء قدیراً

و من یا مر بالعدل تشریح میں تفویض ہے کہ عدل کے ساتھ
اول الامر ہونا شان امیر المومنین ہے۔

والمقسمات امراً قال الملائكة - تفسیر قمری ص ۴۲۶ چاپ قدیم
فالمقسمات امراً فقال الملائكة - تفسیر برہان - ص ۲۳ -

فالمقسمات امراً فقال الملائكة تقسمهم اوراق بنی
آدم بین طلوع الفجر ائی طلوع الشمس - تفسیر صافی
ص ۲۶۹ چاپ قدیم -

سبحان اللہ! تقسیم ملائک سے شریک لازم نہیں آتا کہ وہ خادم ہیں
اور محدودین کی تقسیم سے شریک لازم آتا ہے۔ ع
بین تفاوت راہ از کجا است تا کجا

حَمْدَ الْكِتَابِ الْمُبِينِ اِنَّا نَزَّلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ
مُبَارَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيمٍ -
کتاب مبین کی قسم کہ ہم نے اس کو ایک مبارک شب میں نازل کیا۔
تحقیق ہم ڈرانے والے ہیں اور اس میں ہر امر حکیم تقسیم کر دیا جاتا

فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيمٍ مِنْ الْاَجَالِ وَالْاَزَاقِ
وَالْبَلَايَا وَالْاَمْرَاضِ وَيَزِيدُ فِيهَا مَا يَشَاءُ وَيَنْقُصُ
مَا يَشَاءُ

وہ امر جو کہ مبارک شب میں نازل ہوتا ہے تقسیم کر دیا جاتا ہے
اس میں رزق و موت، حیات، مصائب اور امراض سب کچھ داخل ہے
کما فی تفسیر القمی ص ۴۱۵ چاپ قدیم، سورہ دخان۔ تفسیر
صافی ص ۲۸۱، تفسیر برہان ص ۱۶ سورہ دخان۔ مطبوعہ طہران۔

تفویض استقلال سے یہی مراد ہے کہ عطا خداوند تعالیٰ اور
نعمت ایندوی آئمہ طاہرین پر نازل کی گئی ہے وگرنہ ہر چیز باذن اللہ
اور بامر اللہ ہے۔ وہم بامرہ يعملون هذا عطاءنا
قامن او امساک اس کی تعبیر ہے وایتناہ وحدۃ من عندنا
اس تمام تفویض غیر استقلالی ہے عبارت ہے یعنی ولایت کبریٰ ہے
الغرض لا الہ الا اللہ کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے و محمد رسول
اللہ کہ محمد خدا کی جانب سے رسول اور خاتم النبیین ہے کہ محمد کے بعد

کوئی بنی اور رسول نہیں ہے۔ جو بھی اس کا دعویٰ کرے وہ افسوسناک
اور کذاب ہے۔ — مرزا غلام احمد یا علی بابا —

علی ولی اللہ کہ علی خدا کا ولی ہے کہ ولایت صغریٰ اور کبریٰ
دونوں کا مالک ہے کہ وہ امیر المومنین ہے اور متصرف فی الثقلین اور
مقرب عند رب الطریقین والمغربین ہے۔ —
یا علی مدد ہم ولایت کبریٰ کے معنی میں کہتے ہیں نہ کہ الہییت میں
شرکت کے معانی میں، اور عبادت ہو مقام مختص باللہ تعالیٰ۔



بحمد اللہ و منہ کرمہ یہ رسالہ جو کہ دوسرے علمی و اعتقادی
رسائل کا خلاصہ ہے۔ بتاریخ ۲۲ رجب المرجب بروز جمعہ المبارک
۱۳۹۵ھ بمطابق یکم اگست ۱۹۷۵ء کو میں نے تمام کیا اور وہ رسائل جو کہ
دو سال قبل فارسی میں نے لکھے ہیں انشاء اللہ زیور طباعت سے آراستہ
و پیراستہ ہو کر منصفہ شہر ویرہ آجائیں گے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَعِنِ عَلٰی
اَعْدَاءِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنِیْ عَلٰی دِیْنِ
مُحَمَّدٍ وَّ مِنْہَا جِ عَلٰی عَلَیْہِ السَّلَام۔



معذرت



یہ رسالہ عجالت میں تحریر کیا گیا ہے اور میں ہمیشہ تبلیغ کیلئے سفر میں رہتا ہوں۔ لہذا اگر بعض مقامات پر سقم اور اغلاط رہ گئی ہوں تو قارئین کرام سے چشم تسامح رکھتا ہوں۔ انشاء اللہ آئندہ بھی شیخ الادب و قدس سرہ کے علوم کی ترویج میں اپنی طاقت کے مطابق سعی کرتا رہوں گا۔

(محمد اسحاق نقاش)

یہ مختصر رسالہ میں نے آلِ محمد کے فضائل باطنیہ کی ترویج کیلئے لکھا ہے اور دیگر مشہور رسائل بھی میں نے تحریر کئے ہیں کہ تاحال زیرِ طبع سے آراستہ نہیں ہوئے۔ وہ بھی مختصر بہ منصفہ شہور پر جلوہ افروز ہوں گے۔ انشاء اللہ
و مصداق نقاشی نقش ثانی بہتر کشد نہ اول

مولوی محمد اسحاق

۱۔ اپنی حیات کے آخری ایام میں قبلہ گاہِ معظم حضرت مبلغِ اعظم مرحوم نے قلم برداشتہ چند مضامین رقم فرمائے تھے جن کو جناب مولانا آغا عبدالحسن مبین سرحدی تلمیذِ مبلغِ اعظم نے اپنے پاس محفوظ رکھا۔ مرحوم کی وفات سے چند روز قبل ان کی خدمت میں یہ مستودہ پیش کیا گیا تو انہوں نے اس کی اشاعت کی اجازت عطا فرمادی۔ مگر عجالت کے سبب اس پر نظر ثانی نہ ہو سکی۔ اس لئے ممکن ہے کہ بعض مقامات کجی پیش ہو گئی ہو۔

(مترجم)

التماس خاص از شیعہ مخلصین و مستبصرین

مومنین !

میں نے تیس سال سے مذہب آل محمدؐ کی صداقت ظاہریہ کی تبلیغ کیلئے اپنی سہمت کے مطابق کام کیا ہے۔ ہزار با مخلوق خدا مذہب حقہ میں داخل ہو گئی ہے مگر علماء متشددین و مقصرین بلکہ قشرین کہ جن کے پاس فقہ اور اصول فقہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے اور سوائے حقوق شرعیہ کی تحصیل کے انہوں نے نہ کوئی چیز دیکھی اور نہ سمجھی ہے بلکہ مذہب حقہ کی تبلیغ و ترویج کی راہ میں سدا رہ بن گئے ہیں۔ آل محمدؐ کے فضائل باطنیہ سے ہم تن منکر ہو گئے ہیں اور انہوں نے مذہب حقہ کی تبلیغ کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔

لہذا ان مومنین و مخلصین سے جو کہ ید بخون فضلاً من اللہ و رضواناً کیلئے کام کرتے ہیں۔ میں التماس کرتا ہوں کہ درس آل محمدؐ کی امداد فرمائیں تاکہ میں اس درس کو دنیا سے مضبوط و مستحکم کر کے جاؤں کہ یہ دین کی خدمت بجا لا رہا ہے اور چند عربی و فارسی اور اردو کتب کہ میں نے لکھی ہیں، ان کو زیور طباعت سے آراستہ کر کے مومنین کو آل محمدؐ کے فضائل ظاہری و باطنی سے آگاہ کروں۔ کیونکہ خدمت دین متین فرض ہے۔ انشاء اللہ اس کتاب کے بعد رسالہ رد المقصرین کو معرض وجود میں لاؤں گا اور چند رسائل ہندی زبان میں بھی لکھوں گا کہ مومنین ہندو پاک جناب شیخ قدس سرہ کے حارس آگاہ ہو جائیں

مبلغ اعظم

مشاہیر کی نظر میں

(زیر طبع)

(مؤتبہ)

مولانا ضیاء حسین ضیاء خلف الرشید حضرت مبلغ اعظم مرحوم

مبلغ اعظم مرحوم کی عظیم ، فقید المثال شخصیت پر اکابرین ملت
مشاہیر ، علماء کرام ، ذاکرین عظام ، مجتہدین اعلام کے تحقیقی
مقالات و مضامین۔ جن کی روشنی میں مرحوم کی خدمات ، ذاتی کمالات
اور ان کی شخصیت کے مجسم پہلو کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔
مبلغ اعظم کے عقیدت مندوں اور پیروں کے لئے ایک تحفہ
یہ کتاب عنقریب چھپ کر منظر عام پہلوئے گاہ ہوگی ہے۔

ادارہ درس آل محمد سرگودھا روڈ فیصل آباد

ایکے عظیم پیش کش

(زیر طبع)

یادِ محرم مع نبوتِ مآ

تالیف :- وکیل آل محمد مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل علی اللہ مقامہ
موتیہ :- مولانا ضیاء حسین ضیاء علف الرشید مبلغ اعظم مرحوم
قیمت :- پانچ روپے

درباب محرم جناب مبلغ اعظم مرحوم علی اللہ مقامہ کے چند متفرق
مضامین کا مجموعہ جو اپنی افادیت، جامعیت اور دلپذیری کے اعتبار
سے لا جواب ہے۔ جس میں مبلغ اعظم نے قرآن مجید کی روشنی میں فلسفہ شہادت
حضرت امام حسین علیہ السلام پر بے نظیر مضامین رقم فرمائے اور قرآن و احادیث
سے ماقم، سینہ کو بی، غم حسین میں آنسو بہانے کے اثبات میں مستلماتِ خصم
سے بیشمار حوالہ جات پیش کئے۔ اپنی نوعیت کی منفرد اور صاحب طرز کتاب جو کہ
مبلغ اعظم کی شہرہ آفاق تصانیف میں سے شمار ہوتی ہے۔ نیا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے۔
(فاشر)

ادارہ درس آل محمد سرگودھا روڈ فیصل آباد

جواب الاستفسارات

جلد اول، دوم

تأیید: حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل علی اللہ مقامہ
مرتبہ: مولانا ضیاء حسین ضیاء خلف الرشید حضرت مبلغ اعظم مرحوم

مبلغ اعظم مرحوم کی مناظرانہ اور تبلیغانہ زندگی میں ان پر مذہب شیعہ
کے بارے میں بے شمار سوالات ہوئے۔ اور انہوں
نے اس قدر تحقیقی، مدلل و سبرین جوابات دیئے کہ ایک یادگار عظیم و ختم
بن گیا یہ کتاب انہی سوالات اور جوابات کا انتخاب
ہے جو تالیفین زیرِ طبع ہے۔

مرتبہ: مولانا ضیاء حسین ضیاء خلف الصدق حضرت مبلغ اعظم مرحوم
اخبار صداقت میں لکھے گئے مبلغ اعظم کے متنوع
مذہبی و دینی مقالات و مضامین کا نادر مجموعہ پہلی دفعہ
چھپ کر منظرِ عام پر آ رہا ہے

(فاش)

مقالات
مبلغ
اعظم
(زیر طبع)

ادارہ درس آل محمد سرگودھا روڈ فیصل آباد

تفسیر خلافت (زیر طبع)

تالیف :- رئیس المناظرین حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل مرحوم
موتبہ :- مولانا ضیاء حسین ضیاء خلف الصدق مبلغ اعظم اعلیٰ اللہ مقامہ

مبلغ اعظم کی شہرہ آفاق تصنیف جس کا آج تک مخالفین
سے جواب بن نہ پڑا ————— اپنے موضوع کے اعتبار
سے ایک آفاقی کتاب جس میں مبلغ اعظم مرحوم نے دلائل و براہین
کے دریا بہا دیئے ————— اور قرآن حکیم سے
امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب
کی خلافت بلا فصل کو ثابت کیا۔ اس کتاب کے متعدد
ایڈیشن شائع ہوئے اور ختم ہو گئے اور تقریباً یہ کتاب
نایاب ہو گئی ————— مؤننین کے پُر زور اصرار پر
ایک بار پھر زیر طبع سے آراستہ ہو رہی ہے۔

————— ناشر —————

ادارہ درس آل محمد سرگودھا روڈ فیصل آباد

انتباہ!



ہر کہہ و نہ پر بخوبی واضح ہو کہ وکیل آل محمد سلطان المناظرین
حضرت مبلغ اعظم کی تمام تالیفات و تصنیفات کے مجملہ
حقوق ان کی رحلت کے بعد سچی پسرانِ مبلغ اعظم محفوظ ہیں۔
لہذا بلا اجازت ہر شخص مبلغ اعظم کی تالیفات و تصنیفات
کی طباعت و اشاعت سے ممنوع رہے۔ خلاف قانون
عمل پیرا ہونے والے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائیگی۔

————— منجانب —————

(مولانا ضیاء حسین ضیاء ، رضا حسین ، ڈاکٹر فردا حسین ،
عطا حسین ، ثناء حسین پسرانِ مبلغ اعظم مرحوم

وَلَا يَتَّعِظُونَ (زیر طبع)

ترجمہ

وَلَا يَتَّعِظُونَ دُرُكًا لِقُرْآنٍ

تالیف: حجتہ الاسلام والمسلمین آقا علی الحاج میرزا عبدالرسول احقانی مدظلہ
مترجم: مولانا ضیاء حسین ضیاء خلف الصّدق مبلغ اعظم اعلیٰ اللہ مقامہ
تکوین و تشریع میں چہار روہ معصومین کی ولایتِ کلیہ و مطلقہ کے
اثبات میں ایک عظیم استدلالی کتاب جس میں فاضل مؤلف نے قرآن و احادیث
اور اَدلہ عقلیہ و نقلیہ سے ولایتِ معصومین کو ثابت کیا ہے۔ — عنقریب
زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منصفہ شہرِ دہلی پر جلوہ افروز ہوگی۔

توضیح و اَضْحَا

تالیف: حجتہ الاسلام والمسلمین آقا علی الحاج میرزا عبدالرسول احقانی مدظلہ
مترجم: مولانا ضیاء حسین ضیاء خلف الرشید حضرت مبلغ اعظم اعلیٰ اللہ مقامہ
ایک علمی استدلالی رسالہ جس میں جناب شیخ الامجد شیخ احمد احسانی اعلیٰ اللہ مقامہ
پر برقی کے اٹھائے ہوئے اعتراضات کی دھجیاں فصاؤں میں بھرتی نظر آتی ہیں۔
(زیر طبع)

ناشر: ادارہ درسِ اہل محمد سیرگودھا روڈ فیصل آباد